آپ ﷺ کے ہمراہ

حجِ وداع کی داستان

خرم مراد

منشورات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر

آپؐ کے ہمراہ

حجِ وداع کی داستان

خرّم مرادؒ

منشورات

مبارک ہو۔۔۔۔!

اے عازمین حج!

تمھیں اللہ کے حضور' یہ حاضری مبارک ہو۔۔۔۔ تمھاری زندگی کے قیمتی لمحات شروع ہو رہے ہیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ تمھارے حج کو شرف قبولیت بخشے اور تم گناہوں کو بخشوا کر اور جنت کے مستحق بن کر اس طرح واپس آؤ کہ جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ آتا ہے۔

اے سنت ابراہیمؑ کے پیروکارو۔۔۔۔!

اللہ کے دربار میں حاضری کا طریقہ جان لو۔۔۔۔ کیوں نہ تم ان مناسک و آداب کی پابندی کرو کہ جو محمد رسول اللہؐ نے سکھائے ہیں۔ اس سے بہتر اور کیا طریقہ ہوسکتا ہے۔ آئندہ صفحات میں یہی نقوش اجاگر کیے گئے ہیں۔۔۔۔ بس ان آداب کو اپنے حج کی زینت بنا لو۔۔۔۔

اے حرم کعبہ کے گرد طواف کرنے والو۔۔۔۔!

حج کرتے ہوئے' منیٰ میں ٹھہرتے ہوئے' میدان عرفات میں کھڑے ہوتے ہوئے' قربانی کرتے ہوئے' سر منڈاتے ہوئے' صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے' مزدلفہ سے گزرتے ہوئے' شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئے' غرض ہر قدم پر' ہر موقع پر اپنی زندگیوں کا جائزہ لیتے رہو۔۔۔۔ سوچو' حضرت ابراہیمؑ نے یہ کام کیوں کیے تھے؟ ان کی اس قدر اہمیت کیوں ہے کہ رہتی دنیا تک ان کی امت کے لوگ ان سنتوں کا اعادہ کرتے رہیں گے؟ ان کاموں کو اللہ نے اس قدر پسند کیوں کرلیا؟ حضرت ابراہیمؑ کی زندگی

کا مقصد کیا تھا؟ آپؑ نے اپنے رب کو کیسے راضی کرلیا؟ حج کی برکت سے، اس کی رحمت سے، اس کے اثر سے تمہاری زندگی میں ایک انقلاب آجانا چاہیئے---- واپس آکر اپنی زندگی کے تمام معاملات، گھریلو، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، سیاسی، اس طرح ترتیب دو کہ یہ محسوس ہو کہ تمہاری پوری زندگی کا مرکز و محور حرم کعبہ ہی ہے۔

اے صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے والو---- !

حج کے دن اللہ نے اپنا دین مکمل کردیا تھا۔ پھر یہ دین اور اس کے ماننے والے آج کیوں ذلیل ہورہے ہیں؟ پھر اس دین کو پسپائی کا سامنا کیوں کرنا پڑرہا ہے؟ آج یہ دین کمزور کیوں ہے؟ پس کنکریاں مارتے، ہوئے شیطان مردود کو اپنی زندگیوں سے بھی دھتکاردو۔ قربانی کرتے ہوئے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے آپ کو ہر قربانی کے لیے تیار کرلو۔ طواف کرتے ہوئے، حرم کعبہ کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنالو---- عرفات میں کھڑے ہوتے ہوئے، آخرت میں جواب دہی کا احساس تازہ کرلو۔ مزدلفہ سے گزرتے ہوئے، اللہ کی نافرمانی کا انجام سوچ لو۔ منیٰ میں ٹھہرتے ہوئے، اللہ کی عظمت کو دل میں بٹھالو۔ احرام اس لیے باندھو کہ بالاخر ایک دن سب کچھ چھوڑ کر جانا ہے، اور احرام اس لیے اتارو کہ اب دنیا میں جاکر، دنیا میں رہ کر آخرت کو ترجیح دینا ہے----

اے باب ملتزم پر اللہ کو پکارنے والو---- !

اپنی دعاؤں میں سب کو یاد رکھنا---- اپنے والدین، اہل خاندان، اپنے گاؤں اور شہر کے لوگ، احباب و رفقاء، بزرگ اور بچے، جو گزر گئے ہیں ان سب کو بھی یاد رکھنا---- اپنی قوم اور اپنے ملک کی بہتری کے لیے دعا کرنا۔ اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے، ان مجاہدین کے لیے بھی، جو جان کی

بازی لگائے ہوئے ہیں، خوب دعا کرنا۔۔۔۔

اور اپنی دعاؤں میں حضرت ابراہیمؑ سے سچا عشق رکھنے والے، ان کی سنتوں پر آگے بڑھ کر عمل کرنے والے، اللہ کے بندے خرم مرادؒ کو بھی یاد رکھنا جنھوں نے اپنے سفر آخرت سے قبل بڑی محنت کرکے تمھارے لیے یہ قیمتی تحفہ تیار کیا۔ اس تحفہ کا شکریہ تم اسی طرح ادا کرسکتے ہو کہ ان کے لیے اور ان تمام لوگوں کے لیے جن کی کوششوں سے یہ تحفہ تمھارے ہاتھوں میں پہنچ رہا، سب کے لیے دعائیں کرو۔ ان شاء اللہ، یہ مختصر کتابچہ پڑھ کر جب تم حج کروگے تو محسوس کروگے کہ رسول اللہؐ ہر قدم پر اور ہر موقع پر تمھارے ہمراہ ہیں۔۔۔۔

اللہ کی سلامتی ہو تم پر۔۔۔۔ اللہ تمھارے حج کو قبول کرے۔ آمین۔

اللہ اس کتاب کے لکھنے والے اور اس کو تم تک پہنچانے والوں پر اپنی بیش بہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

حسن صہیب مراد

بِاسمہ تعالیٰ

قُل اِن کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم

اے نبیؐ، لوگوں سے کہہ دو: "اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطائیں بخش دے گا"

قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی
بپا یش ریگِ ایں صحرا حریر است

اس نے ایسے مستانہ وار قدم بڑھایا کہ تو کہے اس صحرا کی ریت اس کے پاؤں کے نیچے ریشم ہے۔

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم
اے دوست! آ ہم اکٹھے مل کر آنسو بہائیں۔
بپائے خواجہؐ چشماں را بمالیم
آقاؐ کے پائے مبارک پر اپنی آنکھیں ملیں۔

داستانِ محبت

حج، اس کے گھر جانے، اس کی گلی میں چکر کاٹنے، اس کے در و دیوار سے چمٹنے، اور اس کی قربت کی لذت پانے کا نام ہے، جو ہمیں سب سے بڑھ کر چاہنے والا ہے اور جو ہمیں سب سے بڑھ کر محبوب ہے، جس کی محبت و قربت ہی زندگی کی سب سے بڑی آرزو ہے اور جس آرزو کی چنگاری ہی سے دل کی حرارت، روشنی اور زندگی کا سامان ہے۔ حج، سر تا سر محبت سے عبارت ہے۔ یہ محبت کی عبادت ہے، محبت کا سفر ہے، محبت کا اور والھیت کا اظہار ہے، وفائے محبت کا امتحان ہے، اپنا سب کچھ محبوب کے قدموں پر نثار کردینے کا اعلان ہے۔

پھر اس حج کے سفر کے لیے اس سے زیادہ مناسب حال اور کیا وضع ہوسکتی ہے کہ جائیں تو محبوب کے گھر سر کے بل جائیں، لیکن قدم بہ قدم اس کے ہمراہ جائیں، اور اسی کے نقش قدم کو بوسہ دیتے ہوئے جائیں، جو محبوب کا سب سے زیادہ چاہنے والا تھا، جو اس کا سب سے بڑھ کر حبیب تھا، اور جو اگر ہمیں ہر چیز سے بڑھ کر محبوب نہ ہو تو ہمارے ایمان کے کوئی معنی نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

حبیبؐ رب العالمین نے ہجرت کے بعد، مدینہ سے، ایک ہی حج کیا، اپنے وصال سے تین ماہ قبل ہجرت کے دسویں سال میں۔ یہ حج کے فرض ہونے کے بعد حضورؐ کا پہلا حج بھی تھا اور آخری بھی۔ یہ تبلیغ و تعلیم اور شہادت و تزکیہ کا وہ آخری عظیم کام تھا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو الوداع کہنے سے قبل انجام دیا۔ ان تمام گوناگوں پہلوؤں سے یہ حج وداع تھا، اور یہی اس کا نام ہے۔

اگر ایک ہی حج کرنا تھا مگر اس کی ادائیگی اتنی مُؤَخر ہوئی کہ حیاتِ طیبہ کا

آخری کام یہی ٹھہرا' تو یہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا مظہر ہے۔ اللہ کی نصرت نمودار ہوچکی تھی، مکہ فتح ہوچکا تھا' بیت اللہ کی کنجیاں دین ابراہیمی کے وارث صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھیں۔ عرب کے گوشہ گوشہ سے لوگ جوق درجوق دائرہ اسلام میں داخل ہورہے تھے' ان کے نفوس تعلیم و استفادہ کے لیے تیار تھے۔ دل و نگاہ مشاہدہ و حفظ کے لیے آمادہ تھے' تکمیل دین ہوچکی تھی' اتمام نعمت بھی ہوچکا تھا' سوائے حج کی عملی تعلیم کے۔ فراق کی گھڑی بھی قریب آچکی تھی۔ اب وقت آگیا تھا کہ حضورؐ امت کو وداع کریں' دین و شریعت اور اخلاق کے تمام اصول اساسی کا اعلان فرمائیں۔ مناسک کی تعلیم مکمل کریں۔ شہادت حق کی ادائیگی کا' اور امانت حق کی تبلیغ کا کام مکمل کریں۔ امت کو آخری وصیتیں کریں' جاہلیت کے تمام آثار کو مٹا دیں اور پاؤں تلے روند ڈالیں' اور امت مسلمہ سے عہد و میثاق باندھیں۔

یہ حج وداع بلا شک و شبہ حضورؐ کی آیات بینات اور معجزات میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے منفرد کہ ہزار خطبے' ہزار درس' ہزار کتابیں اور ہزار صحبتیں بھی اتمام نعمت' تکمیل دین اور تعلیم و تزکیہ کا وہ عظیم الشان کام نہ کرسکتی تھیں جو اس ایک حج کے ذریعہ انجام پایا۔ اس لحاظ سے منفرد کہ پورا سفرِ حج ایک رواں دواں میدان جہاد' ایک بھاگتی دوڑتی مسجد اور ایک چلتا پھرتا مدرسہ بن گیا' جس نے دلوں کو بیدار کیا' انھیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑا' ان میں شوق و محبت کی چنگاریاں روشن کیں۔ اس نے ایمان کو قوی کیا' اخلاق کو نکھارا' دین کی اساسی تعلیمات کو واضح کیا۔

اس حج کے دوران' عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ اور یہی حج اس آیت کا جیتا جاگتا اور مجسم نمونہ بن کر نگاہوں کے سامنے نمودار

ہوگیا۔ اور اس لحاظ سے منفرد کہ جن بندوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کا شرف و اکرام بخشا' ان کے شوق محبت اور شکر و امتنان نے اس بے مثل و بے نظیر سفر کے ایک ایک لمحہ' ایک ایک واقعہ' چھوٹا ہو یا بڑا' اہم ہو یا غیر اہم' ایک ایک صبح و شام کا' ایک ایک منزل کا ریکارڈ اتنی تفصیل کے ساتھ محفوظ کردیا کہ ایک طرف احکام اور تزکیہ' تعلیم کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہمارے ہاتھ آگیا۔ دوسری طرف محبت کی ایک انوکھی داستان مرتب ہوگئی۔ یہ امت بڑی خوش قسمت ہے۔ وہ کبھی بھی ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی جنہوں نے یہ بیش بہا خزانہ اس کے لیے جمع کیا۔

یہ داستان اتنی تفصیلی ہے' اور اتنی لذیذ' کہ شوق بے تاب حبیب خداؐ کے ہم راہ' ان کے قدم بہ قدم' حج وداع کے اس سفر میں شرکت کے شرف میں مزید تاخیر کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ آیئے!

حج کی تیاریاں

فرضیتِ حج

۲۰ رمضان المبارک' ۸ ہجری کو مکہ مکرمہ فتح ہوا' اور اواخر ۹ ہجری (یا ۱۰ ہجری) میں حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ اس سال' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحاج بنایا' اور تین سو صحابہؓ کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ انھوں نے سب کو حج کرایا۔ ان کے پیچھے پیچھے' آپؐ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو روانہ کیا' اور انھوں نے سورہ توبہ کے احکام کا

اعلان کیا۔ بلد امین، مسجد حرام اور بیت اللہ کو کفر و شرک کی تمام آلودگیوں سے پہلے ہی پاک کیا جاچکا تھا۔ اب ان کفار و مشرکین سے، جو اتمام حجت کے باوجود رسالت محمدیؐ کے انکار و تکذیب پر مصر تھے، ولایت کے سارے علاقے اور معاہدات ختم کردیے گئے۔ اعلان کردیا گیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حرم میں داخل نہ ہونے پائے گا، نہ کوئی برہنہ ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرسکے گا۔

لیکن اب وقت آگیا تھا کہ تکمیل دین اور اتمام نعمت کے عظیم کام بالکل مکمل ہوجائیں۔ دین کی حفاظت اور غلبہ کے لیے جس محبت، حرکت اور قربانی کی ضرورت ہے اس کی جامع عبادت، یعنی حج کے مناسک کی صحیح صحیح تعلیم امت کو دے دی جائے تاکہ وہ قیامت تک یہ عبادت کبریٰ سنت ابراہیمی کے مطابق انجام دے سکے۔ چنانچہ فرضیت حج کا حکم نازل ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی تاخیر کے حج کی ادائیگی کے لیے تیار ہوگئے۔ اس باب میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ سے، حج وداع کے سوا، آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا۔ ہاں، جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے دو حج کیے تھے (ترمذی، ابن ماجہ)۔

عمرات

رسول اللہؐ ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں پانچ مرتبہ داخل ہوئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے چار مرتبہ عمرہ کیا۔ یہ سب عمرے، آپؐ نے سوائے ایک کے جو حج کے ساتھ کیا، ذی القعدہ کے مہینہ میں کیے۔

پہلا، عمرہ الحدیبیہ، معاہدہ حدیبیہ کے وقت کا عمرہ ہے، جو حضورؐ نے ۶ ہجری میں کیا۔ مشرکین نے خانہ کعبہ تک جانے سے آپؐ کو روک دیا، اس لیے آپؐ نے اور صحابہؓ نے حلق کروایا (سر منڈوایا)، احرام اتارا، قربانی کی،

اور مدینہ واپس آگئے۔

دوسرا، عمرہ القضا، معاہدہ صلح حدیبیہ کے مطابق حضورؐ نے اگلے سال ۷ ہجری میں کیا۔ نبی کریمؐ مکہ تشریف لائے، تین روز قیام فرمایا، اور عمرہ ادا کرکے واپس ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ عمرہ سال گذشتہ کے عمرہ کی قضا تھا، جب آپؐ کو روک لیا گیا تھا، یا یہ نیا عمرہ تھا۔

تیسرا، عمرہ الجِعرانہ، حضورؐ نے حنین سے واپسی کے وقت، جعرانہ سے احرام باندھ کر کیا۔ یہ عمرہ آپؐ نے رات کو کیا اور عمرہ کرکے رات ہی کو جعرانہ واپس آگئے۔

چوتھا، عمرہ آپؐ نے حج کے ساتھ کیا۔

فتح مکہ کے موقع پر ماہ رمضان میں آپؐ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے اور فتح کے بعد حنین چلے گئے۔

کیا رجب میں بھی آپؐ نے کوئی عمرہ کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے رجب میں بھی عمرہ کیا۔ حضرت عائشہؓ اس باب میں ان کی روایت قبول نہیں کرتیں۔ فرمایا: "اللہ ابو عبدالرحمان پر رحم فرمائے، رسول اللہؐ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ موجود نہ ہوں، اور آپؐ نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا"۔ دار قطنی میں خود حضرت عائشہؓ سے یہ روایت ہے کہ آپؐ نے ایک عمرہ رمضان المبارک میں کیا۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اس لیے کہ آپؐ نے رمضان میں بھی کوئی عمرہ نہیں کیا۔ ابن قیمؒ بھی ان چار عمروں کے علاوہ کسی اور عمرہ کی روایات کو، رجب میں یا رمضان میں، راوی کے سہو یا سوءِ فہم پر محمول کرتے ہیں۔

حج کی منادی

حج کی فرضیت کا حکم آتے ہی رسول اللہؐ نے اس کا اعلان فرمایا۔

حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ہم سے خطاب کیا، اور فرمایا:

"اے لوگو، تم پر حج فرض کیا گیا ہے، اس لیے حج کرو۔"

اقرع بن حابسؓ کھڑے ہوگئے اور پوچھا، "کیا ہر سال، یا رسول اللہؐ؟"

آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ انھوں نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

"اگر میں کہہ دیتا، ہاں، تو ہر سال حج فرض ہوجاتا۔ پھر تم اس پر عمل نہ کرپاتے۔"

پھر آپؐ نے فرمایا:

"جب تک میں خود تم سے کچھ نہ کہوں اور کوئی حکم نہ دوں، تم بھی مجھ سے نہ پوچھا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاؑ سے کثرت سے سوال پوچھنے اور پھر ان کے ارشادات کے بارے میں اختلاف کرنے کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ اس لیے جب بھی تمھیں کوئی کام کرنے کا حکم دوں، تو جتنا بس میں ہو، اتنا کرو۔ اور جب کسی بات کو منع کروں تو اسے چھوڑ دو"۔

پھر فرمایا: "حج کرنا صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ جو اس سے زائد کرے وہ نفل ہے" **(مسلم، احمد، نسائی، دارمی)**۔

حج کی ترغیب دیتے ہوئے حضورؐ نے بشارت دی: "حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں"۔

اور فرمایا: "جو شخص صرف اللہ کے لیے حج کرے گا، اور حج کے درمیان نہ شہوت میں پڑے گا، نہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا، وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوکر لوٹے گا گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے" **(بخاری، مسلم)**۔

حضورؐ نے یہ تاکید بھی فرمائی: "جو حج کا ارادہ کرلے، تو وہ جلدی کرے

(تساہل اور ٹال مٹول میں دیر نہ لگائے) (ابو داؤد)۔

مزید بشارت دی: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ وہ اس کو پکاریں تو وہ قبول کرتا ہے، اس سے استغفار کریں انھیں بخش دیتا ہے" (ابن ماجہ)۔

ایک آدمی نے پوچھا: "حج کیا ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا: "بال پریشان ہوں، خوشبو نہ لگی ہو"۔

ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا: "اے اللہ کے رسولؐ، کون سا حج افضل ہے؟"

فرمایا: "زور زور سے لبیک لبیک پکارنا، اور قربانی کا خون بہانا" (ابن ماجہ)۔

ایک شخص نے پوچھا: "یا رسول اللہؐ" حج کب واجب ہوتا ہے؟"

فرمایا: "جب زاد اور راحلہ میسر ہوجائے، یعنی سفر کا خرچ اور اپنے اہل و عیال کے لیے کھانے کا انتظام"۔

اعلانِ عام

فرض ہوجانے کے بعد، رسول اللہؐ نے فوراً حج کا عزم کرلیا۔ ذی القعدہ، ۱۰ ہجری، میں آپؐ نے لوگوں میں اعلان عام کرادیا کہ آپؐ حج کرنے مکہ تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔ تمام مسلمانوں نے حج کی تیاریاں شروع کردیں، تاکہ آپؐ کے ساتھ حج کرنے کا شرف حاصل کریں۔ حوالی مدینہ کے لوگوں کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ بھی گروہ در گروہ اس مقصد کے لیے آنا شروع ہوگئے۔ سارا عرب ہی شرف ہم رکابی کے لیے اُمڈ آیا۔ جو شخص آنے کی طاقت رکھتا تھا، وہ آگیا۔ جن کے پاس سواری تھی، وہ سواری پر آئے۔ جن کے پاس نہیں تھی، وہ پیدل آئے۔ ہر

شخص کی یہی تمنا تھی کہ وہ رسول اللہؐ کی اقتدا میں حج کرے، اور آپؐ کی طرح مناسک ادا کرے۔

ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ آئے۔ امیر بھی اور غریب بھی، بوڑھے بھی اور بچے بھی، صحت مند بھی اور بیمار بھی۔

عورتیں بھی کثیر تعداد میں ہمراہ تھیں۔ آپؐ کی تمام ازواج مطہراتؓ ہم رکاب تھیں۔

مدینہ سے مکّہ تک

مدینہ منورہ سے روانگی

ذی قعدہ کی ۲۵ تاریخ تھی، اور سنیچر کا دن، جب آپؐ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حج کے دن جمعہ تھا، اور ذی الحج کی پہلی تاریخ کو جمعرات۔ ذی القعدہ کا مہینہ ۲۹ کا تھا، اور آپؐ ۴ ذی الحج کو مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان ۸ منازل تھیں۔ یہاں حضورؐ نے فتح مکہ کے سفر کے دوران قیام کیا تھا، اور لوگوں نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کرلی تھیں، جیساکہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے شمار کیا ہے۔

اس لحاظ سے یہ سفر بھی ۸ دن کا ہوا، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپؐ ۲۵ ذی القعدہ ہی کو مدینہ سے نکلے تھے۔

آپؐ نے ظہر کی چار رکعتیں مسجد نبوی میں پڑھیں۔ لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، اور انھیں احرام اور اس کے واجبات و سنن کی تعلیم دی۔ ابن عمرؓ

کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا: "اے اللہ کے رسولؐ، آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟" فرمایا: "اہلِ مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے" (بخاری)۔

ابورزین عقیلیؓ نے پوچھا: "میرا باپ بوڑھا ہوچکا ہے، حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتا، نہ سواری پر سوار ہوسکتا ہے؟"

فرمایا: "تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر" (ترمذی، ابوداؤد)۔

ایک آدمی نے کہا: "میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی، مگر وہ مر چکی ہے"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اگر اس پر قرض ہوتا، تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟"

اس نے کہا: "ہاں"۔

فرمایا: "اللہ کے قرض کو ادا کرو، وہ ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے" (بخاری، مسلم)۔

ایک آدمی نے اپنی ماں کے بارے میں پوچھا: "وہ بہت بوڑھی ہے، سوار کیا جائے، تو برداشت نہ کرسکے گی، حج نہ کرپائے تو خودکشی کرلے گی؟"

فرمایا: "اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟" اس نے عرض کیا: "ہاں، ضرور"۔

آپؐ نے فرمایا: "پھر تو اپنی ماں کی طرف سے حج کر"۔

بخاری کی روایت کے مطابق حضورؐ نے ارشاد فرمایا: رات کو میرے پاس میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا اور کہا: آپؐ اعلان کردیں کہ عمرہ حج میں داخل ہوگیا۔

پھر آپؐ نے غسل کیا، تیل ڈالا، لباس بدلا، تہمد باندھی، چادر اوڑھی، اور ظہر و عصر کے مابین مدینہ سے باہر نکلے۔ حضرت ابودجانہؓ کو مدینے کا

گورنر مقرر فرمایا۔

ذو الحلیفہ میں احرام: پہلی منزل

مدینہ سے مکہ جانے کے لیے چار راستے معروف تھے: ایک، طریق السلطانی۔ دوسرا طریق الغائر۔ تیسرا، طریق الفرعی۔ چوتھا، طریق الشرقی۔ حضورؐ بعد ظہر مدینہ سے نکلے تو طریق السلطانی اختیار کیا، جسے طریق الشجرۃ بھی کہا جاتا ہے، اور ذوالحلیفہ کا رخ کیا، جسے آپؐ اہل مدینہ کے لیے میقات مقرر کر چکے تھے۔ ذوالحلیفہ مدینہ سے ۶ میل کے فاصلے پر وادی عقیق اکبر میں واقع ہے، اور یہیں بئر علی کے نام کا کنواں بھی ہے۔

یہاں پہنچ کر آپؐ نے پڑاؤ کیا، عصر کی دو رکعتیں پڑھیں، اور رات یہیں گزاری۔ یہاں آپؐ نے پانچ نمازیں پڑھیں، عصر، مغرب، عشاء، فجر، اور ظہر۔

دوسرے دن، ظہر سے قبل، آپؐ نے احرام باندھنے سے قبل دوبارہ غسل کیا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آپؐ کے سر اور جسم مبارک میں ذریرہ کی خوشبو لگائی۔ ہندستان سے آنے والی اس خوشبو کا استعمال اہل حجاز میں معروف تھا۔ اس خوشبو میں مشک شامل تھا۔ فرماتی ہیں، میں اب بھی آپؐ کی مانگ اور ڈاڑھی میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، اور آپؐ احرام باندھے ہوئے ہیں (بخاری، مسلم)۔

اس کے بعد آپؐ نے لباس تبدیل کیا، تہمد باندھی، چادر اوڑھی، اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پہلی رکعت میں سورہ الکافرون، اور دوسری میں سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ ظہر کی دو رکعتیں تھیں، اور آپؐ سے احرام کے لیے الگ سے دو رکعتیں پڑھنا منقول نہیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ سنت الاحرام کی دو رکعتیں تھیں، جن کا احرام کی نیت

سے قبل پڑھنا مستحب ہے۔

دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد آپؐ نے مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے حج اور عمرہ کی نیت فرمائی، تلبیہ پڑھا، اور احرام باندھا۔ آپؐ نے خطمی لگا کر سر کے بالوں کی تہہ بھی جمائی ہوئی تھی تاکہ وہ پراگندہ نہ ہوں اور ان میں جوئیں نہ پڑیں۔

پھر آپؐ اپنی قصوا نامی اونٹنی پر سوار ہوئے، اور تلبیہ پڑھا۔ جب اونٹنی بیدا پہاڑی پر چڑھ گئی تو آپؐ نے پھر بلند آواز میں لبیک کہا:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

آپؐ نے یہ تلبیہ اتنی بلند آواز سے کہا کہ تمام صحابہؓ نے اسے سن لیا۔ صحابہؓ نے آپؐ کی آواز میں آواز ملادی، اور ذوالحلیفہ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

بعض لوگوں نے آپ کو مسجد میں مصلیٰ پر تلبیہ کہتے سنا، بعض نے اونٹنی پر سوار ہوتے وقت، اور بعض نے بیدا پہاڑی پر سے۔ ہر ایک نے اپنے مشاہدہ کے مطابق روایت کیا ہے کہ آپؐ نے احرام کہاں باندھا۔

بعض صحابہ نے لبیک کہنے میں لَبَّیْکَ ذَالْمَعَارِجِ، لَبَّیْکَ ذَالْفَوَاضِلِ (میں حاضر ہوں، اے بلندیوں والے، میں حاضر ہوں، اے فضیلتوں والے) کے الفاظ کا اضافہ بھی کیا۔ آپؐ نے انھیں منع نہ فرمایا۔

نبی کریمؐ نے اور صحابہؓ کے ایک گروہ نے، حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا، (یعنی حج قران، کا)۔ صحابہؓ کے ایک گروہ نے صرف حج کا (یعنی حج اِفراد کا)، اور ایک گروہ نے صرف عمرہ کا، (یعنی حج تمتع کا) احرام باندھا۔ جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف حج کا احرام باندھا، ہم حج کے دنوں

میں عمرہ کرنے سے واقف نہ تھے۔ بعض روایات کے مطابق حضورؐ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا، بعد میں عمرہ بھی اس میں شامل کرلیا۔ گویا پہلے مفرد تھے، پھر قارن ہوگئے۔

حضورؐ کبھی حج کے لیے تلبیہ پڑھتے لَبَّیکَ بِحجّۃ، کبھی حج اور عمرہ کے لیے لَبَّیکَ بِحَجّۃ وَعُمرَۃ اور کبھی عمرہ کے لیے لَبَّیکَ بِعُمرَۃ۔ جس نے جو سنا، اسی کے مطابق روایت کردی کہ آپؐ کی نیت کیا تھی۔

تلبیہ کے ساتھ ساتھ حضورؐ دعا فرمارہے تھے: اَللّٰھُمَّ اجعَلہُ حَجًّا لَا رِیَاءَ فِیہِ وَلَا سمعہ (اے اللہ، اسے ایسا حج بنا جس میں نہ ریا ہو اور نہ دکھاوا)۔

حضورؐ کے پاس قربانی کے جانور بھی تھے۔ احرام باندھنے سے پہلے آپؐ نے ان جانوروں کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالا۔ قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار، ان کی شناخت اور حفاظت کے لیے ایک معروف رواج تھا۔ آپؐ نے اونٹنی کے بائیں کوہان کے کنارہ پر نیزہ سے ہلکا سا نشان لگایا، اور خون پونچھ ڈالا۔ (بعض روایات کے مطابق داہنی طرف)۔ "اشعار" کا یہ عمل بھی شناخت اور حفاظت کی غرض سے معروف تھا۔

جمہور اور آئمہ ثلاثہ کے نزدیک اشعار سنت ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔

حضورؐ نے قربانی کے جانوروں پر ناجیہ الاسلمیؓ کو مامور فرمایا اور انھیں مکہ کی طرف روانہ کردیا۔ ناجیہ، عمرہ الحدیبیہ اور عمرہ القضا میں بھی قربانی کے جانوروں کی نگہداشت پر مامور تھے۔

ذوالحلیفہ میں حضرت ابوبکرؓ کی بیوی، اسماءؓ بنت عمیس کے ہاں زچگی ہوئی، اور محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے۔ انھوں نے آپؐ کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا کہ میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: "غسل کریں، مضبوطی کے ساتھ کپڑا باندھیں، احرام باندھیں، اور سفر جاری رکھیں"۔

رسول اللہؐ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ "شبرمہ کی طرف سے لبیک۔" آپؐ نے پوچھا "شبر مہ کون ہے؟" اس نے کہا، میرا بھائی۔ آپؐ نے فرمایا، "کیا تو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے؟" اس نے کہا، نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کر، پھر شبرمہ کی طرف سے۔"

مکہ کی طرف روانگی

۲۶ ذی قعدہ کو اتوار کے دن، نماز ظہر کے بعد، رسول اللہؐ اور آپؐ کے ہمراہ صحابہ کرامؓ بلند آواز سے لبیک لبیک کہتے ہوئے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نظر اٹھاکر دیکھا تو آپؐ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، جہاں تک نظر کام کرتی تھی، آدمیوں کا جنگل تھا۔ کچھ سوار تھے، تو کچھ پیدل، اور آپؐ ہمارے درمیان میں تھے۔ آپؐ کی اونٹنی پر نہ محمل تھا، نہ ہودج، نہ عماری، (اگرچہ ابوحنیفہؒ شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ سے ان کے استعمال کا جواز منقول ہے)۔

اس مقدس کاروان کے ساتھ راستہ میں ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ شامل ہوتے جا رہے تھے۔ تعداد کا انداز و شمار ممکن نہ تھا۔ کسی نے تعین کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ غزوہ تبوک میں تعداد ایک لاکھ تھی۔ یقیناً اس سے زیادہ ہوں گے۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ ۴۰ ہزار تھے، دوسری کے مطابق ایک لاکھ ۲۴ ہزار۔

رسول اللہؐ جب بلند آواز سے لَبَّیکَ فرماتے، تو ہر طرف سے اس صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی، اور تمام دشت و جبل گونج اٹھتے تھے۔ حضرت انسؓ، حضرت ابو طلحہؓ کے پیچھے بیٹھے تھے، اور بیان کرتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف لوگ حج اور عمرہ کے لیے چلا چلا کر لَبَّیکَ کہہ رہے تھے، کیونکہ آپؐ نے فرمانِ الٰہی کے مطابق، صحابہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ

زور زور سے لبیک لبیک کہیں۔

آپؐ نے فرمایا: "جبریلؑ میرے پاس آئے، اور مجھے ہدایت کی کہ میں اپنے صحابہؓ کو حکم دوں کہ وہ احرام باندھتے ہوئے، یا لبیک کہتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کریں۔" (ترمذی، ابو داؤد، نسائی، مالک عن خلاد بن سائبؓ)۔

نیز فرمایا: "مسلمان جب لبیک کہتا ہے، تو اس کے دائیں بائیں، پتھر، درخت اور مٹی کے ڈھیلے سب لبیک کہتے ہیں، یہاں تک کہ ادھر کی ساری، اور ادھر کی ساری زمین (ترمذی، ابن ماجہ عن سھل بن سعدؓ)۔

نبی کریمؐ کا راہ میں جب کسی پہاڑی یا وادی سے گزر ہوتا تھا، تین بار بہ آواز بلند تکبیر فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے سفر میں آپؐ نے جن منازل میں نماز ادا کی تھی، وہاں برکت کے خیال سے لوگوں نے مسجدیں بنالی تھیں۔ آپؐ انھی مساجد میں نماز ادا کرتے جاتے تھے۔

مَلَل کے مقام پر، جو مدینہ سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر ہے، حضورؐ نے درد کی تکلیف کے ازالے کے لیے اپنی پشتِ قدم پر سینگی لگوائی۔

روحا: دوسری منزل

دوسری منزل، روحا کے مقام پر ہوئی۔ یہ مدینہ سے تقریباً ۴۰ میل دور، دو راتوں کے سفر پر واقع تھا۔

وادی روحا کی مسجد میں حضورؐ نے نماز ادا کی، اور فرمایا: "مجھ سے پہلے اس میں ۷۰ انبیا نے نماز ادا کی ہے" (ترمذی)۔

روحا میں ایک گورخر نظر آیا۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: "اسے چھوڑ دو، ممکن ہے اس کا مالک آجائے۔" اتنے میں بہزی، جو مالک تھے، آگئے۔ انھوں نے ذبح کرکے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ یہ گورخر حاضر ہے"۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو ہدایت کی، انھوں نے گوشت سب میں تقسیم کردیا۔ محرم

کو شکار کرنے کی ممانعت ہے، لیکن حضورؐ نے فرمایا ہے: "شکار کا گوشت حالت احرام میں تمہارے لیے حلال ہے، جب تک تم خود شکار نہ کرو، نہ تمہارے لیے شکار کیا گیا ہو" (ابو داؤد، نسائی، ترمذی عن جابرؓ)۔

روحا سے سَرِف تک

روحا سے حضورؐ چلے تو اثایہ کے مقام پر اترے۔ یہ تیسری منزل تھی جو جحفہ (رابغ کے قریب) راستہ پر ۷۷ میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ (بخاری کی حدیث المساجد میں رویثہ کو تیسری منزل بتایا گیا ہے)۔

چوتھی منزل عرج کے مقام پر فرمائی۔ لحی جمل، کے مقام پر حضورؐ نے اپنے سر میں سینگی لگوائی۔

آپؐ کا سامان سفر اور حضرت ابوبکرؓ کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا، اور اسی پر حضرت عائشہؓ اور اسماءؓ کا سامان بھی تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کا ایک غلام اس کی نگرانی پر مامور تھا۔وہ انتظار کرتے رہے کہ غلام سامان لے کر آئے گا۔ لیکن جب وہ آیا تو اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ اونٹ کہاں ہے۔ بولا کہ وہ گم ہوگیا ہے۔ وہ بہت ناراض ہوئے، اسے تادیب کی، اور کہا: "ایک ہی اونٹ تھا وہ بھی تم نے گم کر دیا!" حضرت ابوبکرؓ کو حضورؐ نے روکا اور فرمایا: "اس محرم کو دیکھو، کیا کر رہا ہے! (اے ابوبکرؓ) نرمی برتو، معاملہ نہ تمہارے اختیار میں ہے نہ ہمارے"۔ سعدؓ اور ابو قیسؓ اپنا سامان کا اونٹ لے کر دوڑے دوڑے آئے اور کہا: "یا رسول اللہ؟ معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کا سامان کا اونٹ گم گیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "اللہ ہمارا سامان واپس لے آیا ہے، تم اپنا سامان لے جاؤ۔ بَارَکَ اللّٰہُ فِیکُمَا"۔

عَرج سے چلے تو حضورؐ اَبواء کے مقام پر اترے۔ یہ پانچویں منزل تھی، جحفہ سے ۲۳ میل دور، رابغ سے پہلے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حضورؐ کی

والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تھا۔ یہی ودان کا وہ مقام ہے جو اب مستورہ کے نام سے معروف ہے۔ حضرت صعب بن جثامہ نے یہاں آپؐ کی خدمت میں ایک گورخر کا ہدیہ پیش کیا، جو آپؐ نے واپس کردیا۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نے زندہ گورخر واپس کردیا، لیکن گوشت قبول کرلیا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفیہ کا اونٹ گم ہوگیا۔ حضورؐ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے فرمایا کہ وہ انھیں ایک اونٹ دے دیں۔ انھوں نے کہا کہ کیا میں ایک یہودن کو دوں، اس پر حضورؐ بہت ناراض ہوئے اور ان سے دو ڈھائی ماہ تک بات نہ کی۔

انجشہؓ عورتوں کے اونٹوں کے لیے حدی خوانی کررہے تھے۔ براء بن مالکؓ مردوں کے اونٹوں کے لیے۔ انجشہؓ کی حدی خوانی سے اونٹوں نے تیز تیز چلنا شروع کردیا۔ حضورؐ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا: "اے انجش ذرا آہستہ، یہ شیشے کے آبگینے ہیں!"

بخاری نے اپنی حدیث المساجد میں عرج کے بعد پانچویں منزل کا نام ہرشی ذکر کیا ہے۔

چھٹی منزل، وادی عُسفان تھی، جہاں حضورؐ نے رات گزاری، مکہ سے تقریباً ۳۶ میل کے فاصلے پر۔ بخاری نے عسفان کے بجائے مَرّالظَهران کا نام لیا ہے۔ مرّالظهران غالبًا وہی مقام ہے جو اب وادی فاطمہ کے نام سے معروف ہے۔ یہاں آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا: "یہ کون سی وادی ہے؟"۔ انھوں نے عرض کیا: "وادی عسفان"۔ فرمایا: "ہود اور صالح علیہما السلام اس وادی سے گزرے ہیں۔ دو سرخ بکریوں پر سوار، لبیک لبیک پکارتے ہوئے حج کرنے کے لیے" (احمد)۔ الدار المنشور کی روایت کے مطابق حضرت ہود اور حضرت صالح کی قبریں اسی وادی میں ہیں۔

یہیں سراقہ بن جُعشم نے حضورؐ سے درخواست کی کہ حج قران کے

بارے میں اتنا آسان اور واضح بیان دیں، جیسے کہ ہم لوگ آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔

حضورؐ کی ساتویں منزل مکہ سے تقریباً ۹ میل کے فاصلے پر سرف کے مقام پر تھی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں آپؐ نے عمرۃ القضا کے موقع پر حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا۔ اس مقام پر ۵۱ ہجری میں انھوں نے انتقال فرمایا، اور یہیں ایک درخت کے نیچے ان کی قبر بھی ہے۔

مکّہ میں عمرہ

مکہ میں داخلہ

سرف کے مقام پر آپؐ نے غسل بھی فرمایا۔

یہاں حضرت عائشہؓ ایام سے ہوگئیں۔ انہوں نے حج کے ساتھ عمرہ کی نیت بھی کر رکھی تھی۔ رسول اللہؐ ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے پوچھا: "کیوں رو رہی ہو، شاید ایام آگئے؟" بولیں: "ہاں، یہی ہوا ہے۔" فرمایا: "روتی کیوں ہو، یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دی ہے۔ وہ سب کچھ کرو جو ایک حاجی کرتا ہے، بس بیت اللہ کا طواف نہ کرنا جب تک پاک نہ ہوجاؤ"۔

سرف ہی کے مقام پر آپؐ نے حج اور عمرہ کے مسئلہ پر صحابہؓ سے فرمایا: "جس کے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوں، وہ چاہے تو اپنے حج کے احرام کو عمرہ کے لیے کرلے" (یعنی تمتع کرلے)۔ جس کے ساتھ قربانی ہو، وہ نہ کرے۔ ابن ہشام کے مطابق آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جن کے ساتھ قربانی نہ ہو، وہ صرف عمرہ کی نیت کرلیں۔

سرف سے روانہ ہوکر حضورؐ مکہ اور تنعیم کے درمیان وادی ذی طویٰ میں اترے جو اب آبار الزاہر کے نام سے معروف ہے۔ آٹھویں رات آپؐ نے یہیں قیام فرمایا۔

نماز صبح کے بعد حضورؐ نے غسل کیا۔ مالکیہ کے نزدیک یہ غسل برائے طواف تھا، باقی آئمہ کے نزدیک غسل برائے دخول مکہ۔ پھر ۴ ذی الحجہ کو،

اتوار کے روز، صبح حضورؐ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ وادی ازرق سے گزرے تو فرمایا "گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں، علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام، کہ وہ زور زور سے لبیک لبیک کہتے ہوئے حج کے لیے جا رہے ہیں۔" دیگر روایات میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یونسؑ کا ذکر بھی ہے۔ دن چڑھے آپ بالائے مکہ سے معابدہ، حَجُون اور جنت المعلیٰ کے راستہ سے، مکہ میں داخل ہوئے۔

مدینہ سے مکہ کا یہ سفر نو دن میں طے ہوا۔ خاندان بنی ہاشم کے بچوں نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے باہر نکل آئے۔ آپؐ نے فرطِ محبت سے اونٹ پر کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے بٹھالیا۔

طواف بیت اللہ

مکہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق آپؐ نے سب سے پہلے وضو فرمایا۔ پھر چاشت کے وقت حضورؐ مسجد الحرام کے دروازہ پر آئے، اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور باب السلام سے اندر داخل ہوگئے، جو باب بن عبد مناف اور باب بنی شیبہ کے نام سے بھی معروف ہے۔ جب کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا:

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَ تَعْظِیْمًا وَ تَکْرِیْمًا وَ مَھَابَۃً۔

اے اللہ اپنے اس گھر کو اور زیادہ شرف و عظمت اور عزت و ہیبت عطا کر۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ہاتھ اٹھاتے، اور یہ بھی فرماتے تھے:

وَ زِدْ مَنْ حَجَّہٗ اَوِعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَ تَشْرِیْفًا وَ تَعْظِیْمًا وَ بِرًا۔

مسجد میں آنے کے بعد آپؐ بیت اللہ کی طرف بڑھے۔ یہاں آپؐ نے

تحیۃ المسجد نہیں پڑھی، کیوں کہ مسجد حرام کی تحیہ، طواف ہی ہے۔ جب حجر اسود کے سامنے آئے تو اسے چھوا اور بوسہ دیا، لیکن اس کے لیے کسی سے مزاحمت نہ کی۔ پھر آپؐ نے ہاتھ کانوں تک بلند کیے، بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہا، اور داہنی طرف سے طواف شروع کیا، اور کعبہ آپؐ کے بائیں جانب تھا۔ جب آپؐ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچے تو فرمایا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

طواف کے پہلے تین چکروں میں حضورؐ تیز تیز چلے لیکن چھوٹے قدموں کے ساتھ، یعنی رمل کیا۔ چادر آپؐ یوں اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کے دونوں کنارے دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر سینہ اور پیٹھ پر سے گزارتے ہوئے بائیں کندھے پر ڈال لیے تھے، یعنی اِضطباع کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے رکنِ یمانی کو چھوا، مگر چوما نہیں، نہ اسے چھو کر ہاتھ کو چوما۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے رکنِ یمانی کو چوما، اور اس پر اپنا رخسار رکھ دیا۔

طواف سے فارغ ہو کر حضورؐ مقامِ ابراہیم کی طرف گئے۔ آپؐ بلند آواز کے ساتھ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی کی آیت تلاوت کررہے تھے۔ مقام ابراہیم پر آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی اور ان رکعتوں میں قُلْ یٰٓاَیُّھَاالْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت کی۔

پھر آپؐ زم زم کی جانب گئے، آب زم زم پیا اور اپنے سر پر ڈالا۔

وہاں سے آپؐ حجر اسود کی طرف لوٹے، اس کا بوسہ لیا، اور باب صفا سے نکل کر صفا کی پہاڑی کی جانب گئے۔

سعی بین الصفا والمروہ

جب آپؐ صفا کے قریب پہنچے تو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِاللّٰهِ کی آیت پڑھی، اور کہا، اَبْدَ اءُ بِمَا بَدَ اءَ اللّٰه بِهٖ (میں اس سے ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ نے ابتدا کی ہے)۔ آپؐ صفا پر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا۔ قبلہ کی طرف رخ کرکے آپؐ نے اللہ کی توحید کا اعلان کیا، اور اس کی تکبیر پڑھتے رہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ، وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ، وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ، وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

یہاں آپؐ دیر تک دعا کرتے رہے، اور انھی کلمات کو تین دفعہ دہرایا۔

پھر آپؐ صفا سے نیچے اترے، اور مروہ کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں پہنچے تو آپؐ نے تیز تیز چلنا شروع کیا۔ جب مروہ کی چڑھائی آئی تو معمول کے مطابق چلنے لگے، یہاں تک کہ مروہ کے اوپر پہنچ گئے، بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور جو صفا پر پڑھا تھا وہی مروہ پر پڑھا۔

اس طرح آپؐ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر پورے کیے۔

عمرہ کی تاکید

ساتواں اور آخری چکر پورا کرکے آپؐ نے بیت اللہ کی طرف رخ کیا، تکبیر کہی، اور عمرہ مکمل کرکے مروہ پر سے لوگوں کو پکارا ----- آپؐ بلندی پر تھے، اور لوگ نیچے ----- فرمایا:

"اگر میں جو پہلے کرچکا ہوں دوبارہ کرسکتا' تو ہَدی (قربانی کے جانور) ساتھ نہ لاتا اور اپنے احرام کو صرف عمرہ کا بناکر' احرام کھول دیتا۔ اب تم میں سے جو شخص قربانی کے جانور ساتھ نہ لایا ہو' تو وہ اپنے احرام کو عمرہ کا بنادے۔ احرام کھول دے' اور حلال ہوجائے۔ خواہ اس نے صرف حج کی نیت کی ہو' یا حج اور عمرہ دونوں کی' یعنی مُفرِد یا قارن۔ وہ خوشبو بھی لگا سکتا ہے' بیوی کے پاس بھی جاسکتا ہے"۔

یہاں سُراقہ بن مالک بن جَعشمؓ نے پھر سوال کیا "یا رسول اللہؐ' کیا یہ حکم ہمارے لیے اسی سال کے لیے ہے' یا ہمیشہ کے لیے؟" رسول اللہؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں' اور فرمایا "عمرہ' حج میں داخل ہوگیا! عمرہ حج میں داخل ہوگیا! ہمیشہ ہمیشہ کے لیے"

زمانہ جاہلیت میں حج کے ساتھ عمرہ کرنا جائز نہ سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح حضورؐ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو جائز کردیا۔

لوگوں کو ارشاد نبویؐ سن کر بھی تذبذب رہا' کیونکہ یہ سہولت ان کے لیے ایک نئی چیز تھی۔ جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا' آپؐ نے ان سے صرف عمرہ کرکے احرام کھول دینے (تمتع) کے لیے کہا' تو انہوں نے عرض کیا: "ہم صرف عمرہ کرکے احرام کیوں کر کھول سکتے ہیں (یعنی حج تمتع کرناتو ابھی باقی ہے) جب کہ ہم حج کا احرام باندھ چکے ہیں"۔

آپؐ نے فرمایا "جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی وہی کرتا جو تم سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن اب میں یہ نہیں کرسکتا۔ جب قربانی کے جانور اپنی جگہ پر پہنچ جائیں' میں تب ہی اپنا احرام کھول سکتا ہوں"۔

حضورؐ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور اس وقت آپؐ ناراض تھے۔ انہوں نے آپؐ کو ناراض دیکھ کر عرض کیا "آپؐ کو کس چیز نے ناراض

کردیا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا "کیا تمہیں نہیں معلوم؟ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا اور وہ تردد کررہے ہیں! اگر مجھے اس تردد کا حال پہلے سے معلوم ہوتا اور جو پہلے کرچکا ہوں وہ دوبارہ کرسکتا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا، بلکہ یہیں خریدتا، اور پھر جس طرح لوگ حلال ہوئے ہیں، میں بھی اس طرح حلال ہوجاتا"۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ۴ ذی الحجہ کو حضورؐ نے ہمیں حلال ہوجانے کا حکم دیا، اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی، تو ہم نے تعجب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا: "اب جبکہ ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے ہیں تو آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عورتوں کے پاس جاسکتے ہیں۔ کیا ہم اس حال میں عرفات جائیں کہ ہمارے قطرے ٹپک رہے ہوں"۔ حضورؐ کو جب ہماری ان باتوں کی خبر ملی تو آپؐ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

"تم جانتے ہو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے تقویٰ کرنے والا ہوں، تم سب سے زیادہ سچا ہوں، تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی اسی طرح حلال ہوجاتا، جس طرح تم حلال ہوئے ہو۔ اگر جو بات اب مجھ پر ظاہر ہوئی ہے پہلے ظاہر ہوجاتی یا جو پہلے کرچکا ہوں وہ دوبارہ کرسکتا، تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا۔ پس تم حلال ہوجاؤ"۔

اب تمام صحابہؓ نے، سوا ان کے جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے، احرام کھول دیے، اور حلال ہوگئے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ نے قربانی کے جانور (ہدی) ساتھ لانے کی وجہ سے احرام نہیں کھولا۔ ازواج مطہراتؓ نے احرام کھول دیے۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی ہدی نہ ہونے کے

باعث احرام اتار دیا۔

حضرت علیؓ حج سے کچھ پہلے یمن بھیجے گئے تھے۔ وہ یمنی حاجیوں کے ایک قافلہ اور قربانی کے جانوروں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ نے بالوں میں کنگھی کر رکھی ہے، سرمہ لگا رکھا ہے، اور رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر خفا ہوگئے، اور پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ حضرت فاطمہؓ کے یہ بتانے پر کہ، میرے ابا نے، وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کی تصدیق کی اور حضرت علیؓ سے پوچھا، تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا میں نے تو یہ نیت کی تھی کہ میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام میرے رسولؐ نے باندھا ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس قربانی کے جانور بھی تھے، اور انہوں نے احرام کی نیت بھی حضورؐ کی نیت کی مانند کی تھی۔ اس لیے آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے دن تک احرام نہ کھولیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے، آپؐ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا۔

اس موقع پر صحابہؓ میں سے بعض نے سر منڈوایا، اور بعض نے بال ترشوائے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں، یہیں حضورؐ نے سرمنڈوانے والوں کے لیے تین بار، اور بال ترشوانے والوں کے لیے ایک بار دعائے مغفرت کی۔

قیام مکہ

عمرہ کے بعد چار دن، یوم الترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ تک، حضورؐ مکہ میں اور مکہ کے باہر ابطح میں مسلمانوں کے ساتھ قیام پذیر رہے۔ یعنی اتوار، پیر، منگل، بدھ کے دن۔ آپؐ کے خیمے کا رنگ سرخ تھا۔ آپؐ اس دوران نماز وہیں پڑھتے رہے اور قصر کرتے رہے۔ حضرت بلالؓ اذان دیتے تھے۔ آپؐ

وضو فرماتے تو لوگ آپ کا ہاتھ پکڑ کر حصول برکت کے لیے اپنے چہروں پر پھیرتے۔

بخاری کی روایت کے مطابق، آپؐ اس دوران دوبارہ طواف کے لیے بیت اللہ تشریف نہ لائے۔ لیکن حضورؐ قیام منیٰ کے دوران بھی راتوں کو طواف کے لیے آتے تھے، پھر قیام مکہ کے دوران کیوں نہ آتے۔

ساتویں تاریخ کا خطبہ بھی سنت ہے۔ ابن عربی نے حضرت ابن عباسؓ سے حضورؐ کا ایک طویل خطبہ روایت کیا ہے جو آپؐ نے کعبہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر مسلمانوں کو مخاطب کرکے دیا۔ فرمایا "مسلمانو، قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں کہ نماز کی جان نکل جائے گی، خواہشات کی پیروی ہوگی، حکمران خائن ہوں گے، وزراء اور حکام فاسق...."

حج: سوئے عرفات

منٰی کی طرف

جمعرات کے دن ۸ ذی الحجہ کو چاشت کے وقت، آپؐ مسلمانوں کے ہم راہ مکہ سے منیٰ تشریف لے گئے۔ حضرت بلالؓ کپڑے سے آپؐ کے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے۔ رات آپؐ نے وہیں قیام کیا۔ جو لوگ احرام کھول چکے تھے انہوں نے مکہ میں البطحا سے احرام باندھا، اور بعض نے منیٰ میں۔ منیٰ کی مسجد میں آپؐ نے ظہر، عصر، مغرب، عشا اور اگلے دن فجر، کی پانچ نمازیں ادا کیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ "ہم منیٰ میں حضورؐ کے ساتھ تھے جب آپؐ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی۔ آپؐ اس کی تلاوت کر رہے

تھے اور میں آپؐ کے منہ سے الفاظ نکلتے ہی ان کو یاد کرتا رہا"۔

یہاں ایک سانپ بھی نکلا۔ لوگوں نے اسے مارنا چاہا' مگر وہ اپنے بل میں گھس گیا۔

نماز فجر کے بعد آپؐ تھوڑی دیر منیٰ میں ٹھہرے یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر آپؐ عرفات کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ آپؐ کے لیے میدان عرفات میں وادی نمرہ میں خیمہ کھڑا کیا جائے۔ یہ خیمہ بالوں کا بنا ہوا تھا۔

بعض صحابہؓ راستہ میں لبیک لبیک کہہ رہے تھے اور بعض اللہ اکبر' اللہ اکبر۔ آپؐ نے کسی کو منع نہ کیا۔

جب رسول اللہؐ منیٰ سے روانہ ہوئے تو قریش کا خیال تھا کہ آپؐ عرفات نہیں جائیں گے اور مزدلفہ میں مشعر حرام کے قریب حج کے لیے وقوف کریں گے' جیساکہ قریش ایام جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ لیکن آپؐ مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے اور میدان عرفات میں پہنچ گئے۔ وادی نمرہ میں آپؐ کا خیمہ کھڑا تھا۔ آپؐ خیمہ میں جا اترے اور تھوڑی دیر وہاں قیام فرمایا۔

عرفات میں وقوف اور خطبہ

دوپہر کے وقت زوال شروع ہوتے ہی حضورؐ نے اپنی اونٹنی قصوا کے لانے کا حکم دیا۔ آپؐ کے لیے قصوا پر کجاوا ڈالا گیا۔ اس پر سوار ہوکر آپؐ وادی عرفات کے وسط میں تشریف لائے' اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا۔

آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جلال و جمال کے ساتھ نمودار ہوا' اور جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم کو مٹا دیا۔ یہاں آپؐ نے فرمایا:

ہاں، آج جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں (صحیح مسلم، ابوداؤد)۔

تکمیل انسانی کی منزل میں سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب تھا، جو دنیا کی قوموں کے تمام مذاہب نے، تمام ممالک نے، مختلف صورتوں میں قائم کر رکھا تھا۔ چھوٹے بڑے حکمران بزعم خود "سایہ یزدانی" تھے جن کے آگے کسی کو چون و چرا کی مجال نہ تھی، مذہبی اجارہ داروں کے ساتھ کوئی شخص مسائل مذہبی میں گفتگو کا مجاز نہ تھا، شرفاء، رذیلوں سے ایک بالاتر مخلوق تھی، غلام آقا کے ہمسر نہیں ہوسکتے تھے۔ آج یہ تمام تفرقے، یہ تمام امتیازات، یہ تمام حد بندیاں دفعةً توڑ دی گئیں۔ فرمایا:

لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے، اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں، عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر، اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے سبب سے (مسند احمد)۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں (حاکم، طبری)۔ تمہارے غلام! تمہارے غلام!! جو خود کھاؤ، وہی ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو، وہی ان کو پہناؤ (ابن سعد)۔

عرب میں کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا، تو اس کا انتقام لینا "خاندانی فرض" ہوجاتا تھا، یہاں تک کہ سیکڑوں برس گزر جانے پر بھی یہ فرض باقی رہتا تھا، اور اسی بنا پر لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہوجاتا تھا، اور عرب کی زمین ہمیشہ خون سے رنگین رہتی تھی۔ آج یہ سب سے قدیم رسم، عرب کا سب سے مقدم فخر، خاندان کا پرفخر مشغلہ برباد کردیا جاتا ہے، اور اس کے لیے نبوت کے منادیؐ نے سب سے پہلے خود اپنا نمونہ پیش کیا:

جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کردیے گئے، اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون، ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون، باطل کرتا ہوں(بخاری، مسلم ابوداؤد)۔

تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال پھیلا ہوا تھا، جس سے غربا کا ریشہ ریشہ جکڑا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اپنے قرض خواہوں کے غلام بن گئے تھے۔ آج وہ دن ہے کہ اس جال کا تار تار الگ ہوتا ہے۔ اس فرض کی تکمیل کے لیے بھی معلم حقؐ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش کیا:

جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کردیے گئے، اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا سود، عباس بن عبدالمطلب کا سود، باطل کرتا ہوں (مسلم، ابوداؤد)۔

آج تک عورتیں ایک جائیداد منقولہ تھیں، جو قمار بازی میں داؤں پر چڑھادی جاسکتی تھیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ گروہ مظلوم، یہ صنف لطیف، یہ جوہر نازک، قدر دانی کا تاج پہنتا ہے:

عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو (مسلم، ابوداؤد)۔

تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے (طبری ابن ہشام)۔

عرب میں جان و مال کی کچھ قیمت نہ تھی۔ جو شخص چاہتا تھا جسے چاہتاتھا قتل کردیتا تھا، اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا۔ آج امن و سلامتی کے بادشاہؐ، تمام دنیا کو صلح کا پیغام سناتے ہیں:

تمہارا خون اور تمہارا مال تاقیامت اسی طرح حرام ہے، جس طرح یہ دن، اس مہینہ میں، اور اس شہر میں حرام ہے، (بخاری، مسلم، ابوداؤد)۔

اسلام سے پہلے بڑے بڑے مذاہب دنیا میں پیدا ہوئے، لیکن ان کی بنیاد خود صاحب شریعت کے دیے ہوئے تحریری اصول پر باقی نہ رہی تھی۔ ان

کو اللہ کی طرف سے جو ہدایتیں ملی تھیں، بندوں کی ہوس پرستیوں نے ان کی حقیقت گم کردی تھی۔ ابدی مذہب کے پیغمبرؐ اپنی زندگی کے بعد ہدایات ربانی کا مجموعہ اپنے ہاتھ سے اپنی امت کو سپرد کرتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں:

میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں، اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کیا ہے؟ کتاب اللہ (صحاح)۔

اس کے بعد حضورؐ نے چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا:

خدا نے ہر حق دار کو (از روئے وراثت) اس کا حق دے دیا، اب کسی کو وارث کے حق میں وصیت، جائز نہیں۔

لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، زنا کار کے لیے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔

جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے، اور جو غلام اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے، اس پر خدا کی لعنت ہے۔

ہاں، عورت کو، اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں، قرض ادا کیا جائے، عاریت واپس کی جائے، عطیہ لوٹایا جائے، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

یہ فرماکر حضورؐ نے مجمع عام کی طرف خطاب کیا:

لوگو! میں نہیں سمجھتا کہ میں اور تم اس مجلس میں دوبارہ کبھی بھی جمع ہوں گے!

لوگو! تم سے رب کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا، تم کیا جواب دوگے؟ (مسلم، ابوداؤد)۔

صحابہؓ نے عرض کیا،

"ہم کہیں گے، آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا، اور اپنا فرض ادا کردیا"۔

حضورؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی، پھر اسے لوگوں کی طرف جھکالیا، اور تین بار فرمایا:

اے خدا تو گواہ رہنا (مسلم، و ابوداؤد)۔

عین اس دن جب حضورؐ یہ فرض نبوت ادا کررہے تھے، بعد نماز عصر یہ آیت اتری۔

اس آیت کے نزول نے ساری امت کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے، جشن عید کا سامان پیدا کردیا ہے۔

ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا "اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اسے یوم عید بنالیتے"۔ انہوں نے جواب دیا: "مجھے خوب یاد ہے کہ یہ آیت کہاں اتری، اور اس وقت رسول اللہؐ کہاں تھے۔ جمعہ کا دن تھا اور ہم عرفات میں تھے" (بخاری)۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ ۵:۳)۔

آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

نہایت حیرت انگیز اور عبرت خیز منظر یہ تھا کہ سرور عالمؐ جس وقت لاکھوں کے مجمع میں فرمان ربانی کا اعلان کررہے تھے، ان کا مسند و بالیں (کجاوہ اور عرق گیر) ایک روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

خطبہ سے فارغ ہوکر حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی، تکبیر کہی اور آپؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ یہ

جمعہ کا دن تھا، اس لیے وضاحت فرمادی کہ "مسافر پر جمعہ لازم نہیں"۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے، دوسری تکبیر کہی گئی اور آپؐ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ آپؐ کے ہمراہ اہل مکہ بھی تھے، انہوں نے بھی قصر اور جمع کرکے ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں۔

جب نماز سے فارغ ہوگئے، تو آپؐ اونٹنی پر سوار ہوئے، اور موقف عرفات میں تشریف لائے۔ آپؐ نے پتھروں کے پاس پہاڑ کے دامن میں وقوف کیا۔ لوگوں کو آپؐ نے بطن عرفہ سے اٹھ جانے کی ہدایت کی، اور اعلان فرمایا:

میں نے یہاں وقوف کیا، لیکن عرفہ کا یہی مقام وقوف کے لیے مختص نہیں، بلکہ عرفات کا میدان، پورا کا پورا، جائے وقوف ہے۔

عرب کا دستور تھا کہ ہر قبیلہ کی ایک جگہ عرفات میں مقرر تھی۔ یزید بن شعبانؓ کی جگہ اس دستور کے مطابق حضورؐ کی جگہ سے بہت دور تھی۔ انہوں نے خواہش کی کہ انہیں حضورؐ کے پاس جگہ مل جائے۔ نزاع پیدا ہوجانے کے خیال سے آپؐ نے اس خواہش کو قبول نہ کیا اور حضرت ابن صربع انصاریؓ کو ان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا: "اپنے اپنے مشاعر میں وقوف کرو، کہ تم اپنے باپ ابراہیم کی وراثت پر ہو"۔

بعض لوگ روزہ سے تھے، اور وہ روزہ کی شدت محسوس کررہے تھے۔ بہت سے سمجھ رہے تھے کہ حضورؐ کا بھی روزہ ہے۔ حضرت میمونہؓ کہتی ہیں کہ اس موقع پر حضرت ام فضلؓ نے، جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ اور حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں، آپؐ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ آپؐ نے موقف میں کھڑے کھڑے تمام لوگوں کی نگاہوں کے سامنے دودھ پیا تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ آپؐ روزہ سے نہیں ہیں۔

ایک مسلمان اپنی سواری پر سے گر پڑا اور فوت ہوگیا۔ نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ اسے احرام کی دونوں چادروں ہی کا کفن دیا جائے، اسے خوشبو نہ لگائی جائے، اسے پانی اور بیری کے پتوں کا غسل دیا جائے، اس کا سر اور چہرہ چھپایا جائے۔ نیز فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ وہ لَبَّیکَ لَبَّیکَ کہہ رہا ہوگا۔"

نجد کے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حج کے ارکان کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا:

"یوم عرفہ ہی حج کا دن ہے۔ جس نے صبح کی نماز سے قبل یہاں وقوف کرلیا، اس نے حج کو پالیا۔ ایامِ تَشرِیق کے تین دن ہیں، لیکن جو دو دن کم یا زیادہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں"۔

آپؐ کی اونٹنی کا رخ پتھروں کی طرف تھا، اور جبل مشاۃ آپؐ کے سامنے۔ آپؐ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیا، اور دعا، تضرع اور عاجزی میں مشغول ہوگئے، یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا۔ دعا کرتے وقت آپؐ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ دست طلب پھیلاتے ہوئے فرمایا:

یومِ عرفہ کی دعا، تمام دعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔

عرفہ کے دن نبی کریمؐ کی دعا زیادہ تر یہ تھی۔ یہی، آپؐ نے فرمایا، زیادہ تر انبیاءؑ کی دعا بھی تھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ لَهُ المُلکُ وَالحَمدُ بِیَدِهِ الخَیر وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیر۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے اوپر کے کلمات پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجعَل فِی قَلبِی نُوراً وَ فِی صَدرِی نُوراً وَفِی سَمعِی نُوراً وَ فِی بَصرِی نُوراً۔ اَللّٰهُمَّ اشرَح لِی صَدرِی وَ یَسِّرلِی، وَ اَعُوذُ بِکَ مِن

وَسْوَاسِ الصَّدرِ وشتَاتِ الامرِ، و فِتنتةِ القبرِ۔ اللهمّ اِنی اعوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلجُ فِی اللَّیلِ وَشَرِ مَا یَلِجُ فِی النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تهبُ بِهِ الرِّیَاحُ، وَ شَرِّ بوائِقِ الدَّهرِ۔

اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے، میرے سینہ میں نور، میرے کانوں میں نور، میری آنکھوں میں نور، بھر دے۔ اے اللہ، میرا سینہ کھول دے، اور میرا کام میرے لیے آسان کردے، اور میں دل کے وسوسوں، پریشان امری، اور قبر کی آزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو رات کے وقت آتی ہے، یا جو دن کے وقت آتی ہے، اور جو ہواؤں کے ساتھ آتی ہے اس کے شر سے، اور مہلکات زمانہ کے شر سے۔

نیز آپؐ کی دعاؤں میں یہ بھی منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِی وَ تَرٰی مَکَانِی وَ تَعلَمُ سِرّی وَ عَلَا نِیَتِی وَ لَا یَخفٰی عَلَیکَ شَیْئٌ مِنْ اَمرِی ۔ وَ اَنَا البَائِسُ الفَقِیرُ، المُستَغِیثُ، المُستَجِیرُ، الوجِلُ المُشفِقُ، المُقِرّ المُعترِفُ بِذَنبِهِ اِلَیکَ، اَسْأَلُکَ مَسْأَلَۃَ المِسْکِینِ وَاَبتَهِلُ اِلَیکَ اِبتِهَالَ المُذنِبِ الذَّلِیلِ وَادعُوکَ دُعَاءَ الخَائِفِ الضَرِیْرِ وَ دُعَاءِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَۃ وَ ذَلَّ لَکَ جِسمُهُ، وَ رَغِمَ لَکَ اَنفُهُ وَفَاضَتْ لَکَ عَبرَتَهُ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجعَلنِی رَبِّ بِدُعَائِکَ شَقِیّاً وَ کُنْ بِی رَؤُفًا رَحِیمًا، یَا خَیرَ المَسؤُلِینَ وَ یَا خَیرَ المُعطِینَ۔

اے اللہ تو میری بات سن رہا ہے، میرا مقام تیری نگاہوں میں ہے، میرے کھلے چھپے سب سے تو واقف ہے، تجھ سے میری کوئی

بات پوشیدہ نہیں۔ میں مصیبت زدہ اور نادار فقیر ہوں' فریادی اور تیری پناہ کا طلب گار' خوف زدہ اور ہراساں' اپنے گناہوں کا اقرار ہے' اعتراف ہے۔ میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں' ذلیل گناہ گار کی طرح گڑگڑاتا ہوں' ڈرا سہااور تکلیفوں میں مبتلا تجھ کو پکارتا ہوں۔ پکار اس کی جس کی گردن تیرے آگے خم ہے' جس کا جسم تیرے آگے ذلیل و خوار پڑا ہوا ہے' جو اپنی ناک تیرے آگے زمین پر رگڑ رہا ہے' جس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ اے اللہ' اے رب' مجھے اتنا بد بخت نہ بنانا کہ تجھ سے مانگ کر بھی محروم رہوں۔ میرے لیے مہربان اور رحم کرنے والا بن جا' اے وہ بہترین ذات جس سے مانگا جائے' اے بہترین عطا کرنے والے۔

حضورؐ اپنی امت کی مغفرت کے لیے سب سے زیادہ عاجزی اور الحاح و زاری فرمارہے تھے۔ آپؐ کی دعا قبول کرلی گئی اور اللہ نے فرمایا:

میں نے بخش دیا ہے' سوائے مظالم کے (حقوق کے بارے میں)۔ میں ظالم سے مظلوم کا حق لوں گا۔

عرفات سے واپسی

جب آفتاب غروب ہوگیا' زردی بھی ختم ہوگئی' اور غروب آفتاب میں کوئی شبہ نہ رہا' تو نبی کریمؐ عرفات سے واپس روانہ ہوگئے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا' اور اونٹنی کی نکیل اپنی طرف کھینچ لی' یہاں تک کہ اس کی گردن کجاوے کے قریب آگئی۔ آپؐ خاموشی سے چل رہے تھے اور آپؐ پر سکینت طاری تھی۔ لوگوں کے ہجوم میں اضطراب پیدا ہوا۔ آپؐ نے اپنے پیچھے جانوروں کو سختی کے ساتھ مارنے' اور تیز تیز ہانکنے کا

شور سنا۔ سیدھے ہاتھ سے' اور' بخاری میں' ہے کوڑے سے' آپؐ لوگوں کو اشارا کرنے لگے کہ "آہستہ! آہستہ!" اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے: "لوگو' سکون کے ساتھ' لوگو! سکون کے ساتھ' اونٹوں کو تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے"۔

آپؐ نہ بہت آہستہ نہ بہت تیز چلتے رہے۔ جب آپؐ کو میدان نظر آتا تو ذرا تیز ہوجاتے' جب کسی ٹیلے پر پہنچتے تو اونٹنی کی نکیل کچھ ڈھیلی چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ چڑھ جاتی۔ آپؐ سارا راستہ' مسلسل لبیک لبیک کہتے رہے۔

راہ میں ایک جگہ آپؐ اترے' اور پیشاب سے فارغ ہوکر وضو کیا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا' یا رسول اللہؐ' نماز کا وقت تنگ ہورہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' نماز آگے ہے۔

قیام مزدلفہ

تھوڑی دیر کے بعد حضورؐ تمام قافلہ کے ساتھ مزدلفہ پہنچ گئے۔ نماز کے لیے وضو فرمایا۔ مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر اقامت کہہ کر' اونٹوں کے بٹھانے سے قبل' آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد لوگوں نے اپنے پڑاؤ پر جاکر سواریوں کو بٹھایا۔ ابھی سامان کھولنے بھی نہ پائے تھے' کہ تکبیر ہوئی' اور آپؐ نے عشاء کی دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے کچھ نہیں پڑھا۔

نماز سے فارغ ہوکر آپؐ سو گئے اور صبح تک آرام کیا۔ رات میں روزانہ دستور کے خلاف قیام لیل کے لیے بیدار نہ ہوئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یہی ایک شب ہے جس میں آپؐ نے نماز تہجد ادا نہیں کی۔ شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں کہ حضورؐ بہت سارے مستحب افعال بڑے مجمعوں میں اس

لیے نہ کرتے تھے کہ لوگ انہیں سنت بنا کر لازم نہ کرلیں۔

صبح سویرے اٹھ کر آپؐ نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ قریش مزدلفہ سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب سورج پورا نکل آتا تھا اور آس پاس کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر دھوپ چمکنے لگتی تھی۔ آپؐ مشرکین کی اس رسم کو ختم کرنے کے لیے سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے۔

آپؐ نے اپنے بعض اہل خانہ کو، ان کے ضعف کے پیش نظر، فجر سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانے کی اجازت دے دی۔ یہ عورتیں اور بچے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ہمیں بنو عبدالمطلب کے بچوں کے ساتھ آگے بھیج دیا، اور ہم گدھوں پر سوار تھے۔ آپؐ نے ہماری رانوں کو ہاتھ سے تھپکتے ہوئے کہا: "میرے ننھے بیٹو، جب تک آفتاب طلوع نہ ہوجائے، رمی جمار نہ کرنا"۔

حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ "حضرت سودہؓ نے مزدلفہ کی رات نبی کریمؐ سے درخواست کی کہ آپؐ انہیں لوگوں کے ہجوم سے قبل مزدلفہ سے بھیج دیں۔ یہ کمزور تھیں، اور ان کے لیے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ آپؐ نے انہیں اجازت دی تو وہ پہلے ہی چلی گئیں، مگر ہم رک گئے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر ہم آپؐ کے ساتھ گئے، لیکن میرا جی چاہتا تھا کہ سودہؓ کی طرح میں بھی اجازت مانگ لیتی، یہ میرے لیے سہولت کا باعث ہوتا"۔ حضرت ام سلمہؓ بتاتی ہیں "مزدلفہ کی رات، جن لوگوں کو اپنے اہل خانہ میں سے نبی کریمؐ نے آگے بھیجا، آپؐ نے ان میں مجھے مقدم رکھا۔ ان میں حضرت ام حبیبہؓ بھی تھیں"۔ حضرت عباسؓ سے بھی آپؐ نے فرمایا: "آپ عورتوں اور بچوں کے ساتھ چلے جائیں اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھیں"۔ باقی ازواجؓ آپؐ کے ہمراہ منیٰ گئیں۔

فجر کی نماز پڑھتے ہی حضورؐ سوار ہوئے اور مشعر حرام کے پاس اپنے موقف میں آئے۔ یہاں بھی آپؐ نے لوگوں کو آگاہ کیا کہ میں نے یہاں وقوف کیا ہے' مگر سارا مزدلفہ موقف ہے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ قبلہ رخ ہوئے' دعا کی' تضرع' تکبیر و تہلیل اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ یہاں حضورؐ نے پھر اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا کی' جو قبول کرلی گئی۔

جب صبح کی روشنی خوب پھیل گئی تو طلوع آفتاب سے قبل آپؐ منیٰ روانہ ہو گئے۔یہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور سنیچر کا دن تھا۔ یہ عیدالاضحیٰ کا دن تھا'یوم النحر تھا۔

اسی مقام پر عروہ بن مضرس طائی نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ میں جبل طے سے آیا ہوں۔ میں نے برابر سواری کو چلایا ہے' اور اپنے آپ کو بالکل تھکا دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے ہر پہاڑ پر وقوف کیا۔ کیا میرا حج ہو گیا؟" رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو ہماری اس نماز میں حاضر ہوا' جس نے ہمارے ساتھ وقوف کیا' یہاں تک کہ ہم چل پڑیں' اور اس سے پہلے عرفات میں وقوف کیا' اس کا حج ہو گیا۔"

عرفات سے مزدلفہ تک حضرت اسامہ بن زید آپؐ کے پیچھے بیٹھے رہے تھے، مزدلفہ سے آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ آپؐ راستہ بھر تلبیہ کہتے رہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ساتھ پیدل جارہے تھے۔ اہل حاجت دائیں بائیں حج کے مسائل دریافت کررہے تھے۔ آپؐ جواب دے رہے تھے، اور زور زور سے مناسک حج کی تعلیم دیتے جارہے تھے۔

بنی خثعم کی ایک خوبصورت عورت حاضر ہوئی، اور عرض کیا "یا رسول اللہؐ" اللہ نے جو حج اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، وہ میرے بوڑھے باپ پر ایسے وقت لازم ہوگیا ہے جب کہ وہ سواری پر بھی نہیں چل سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟"۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ فضل بن عباسؓ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے، اور وہ عورت ان کی طرف۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ فضلؓ کے چہرے پر رکھ دیا، اور اس کا رخ دوسری طرف پھیر دیا، اور فرمایا "آج کے دن جس نے اپنی نظر کو قابو میں رکھا، وہ بخش دیا جائے گا۔" بعض روایات کے مطابق اس موقع پر ایک شخص نے اپنی ماں کے بارے میں، اور دوسرے شخص نے اپنی بہن کے بارے میں، سوال کیے اور آپؐ نے حج بدل کی ہدایت دی۔

جب آپؐ وادی مُحَسِّر میں تشریف لائے تو اونٹنی کو تیز کردیا۔ اس جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا، اور جن مقامات میں اللہ نے اپنے دشمنوں پر عذاب نازل کیا تھا وہاں آپؐ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ تیز چلتے۔

یہاں حضورؐ نے پھر فرمایا: امت اپنے مناسک سیکھ لے، میں نہیں سمجھتا کہ اس سال کے بعد میں ان سے ملوں گا۔

راستہ میں حضورؐ نے فضل بن عباسؓ کو حکم دیا کہ آپؐ کے لیے کنکریاں چن لی جائیں۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ نہ یہ کنکریاں رات کو چنی گئیں،

نہ انہیں اسی رات کو پہاڑ سے اکھاڑا گیا' بس کسی بھی ڈھیر سے چن لی گئیں۔۔۔ آپؐ نے انہیں ہاتھ میں اچھالا اور فرمایا "دین میں غلو کرنے سے بچو' کیونکہ تم سے پہلے جن لوگوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہوگئے"۔ ایک روایت کے مطابق کنکریاں رمی کے مقام ہی سے چنی گئیں' اور آپؐ یہ الفاظ رمی کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

منٰی واپسی اور رَمی جمار

منیٰ میں داخل ہونے کے بعد حضورؐ سیدھے جمرہ عقبہ پر پہنچ گئے اور وادی کے نچلی جانب ٹھہرے۔ بائیں طرف کعبہ تھا' دائیں طرف منیٰ' اور آپؐ کا رخ جمرہ کی طرف تھا۔ آپؐ سواری پر تھے' اور طلوع آفتاب کے بعد آپؐ نے جمرہ عقبہ سے آغاز کیا' اور سواری پر سے ایک ایک کرکے سات کنکر مارے' اور ہر کنکر کے ساتھ بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اکبرُ اور اللّٰہُ اکبرُ کَبِیراً کی تکبیر کہتے رہے۔ رمی کے ساتھ ساتھ آپؐ نے تلبیہ ختم کردیا' جو آپؐ راستہ بھر برابر کہتے رہے تھے۔ بعض لوگوں کے نزدیک پہلی کنکری مارنے کے ساتھ اور بعض کے نزدیک رمی مکمل کرنے کے بعد۔ لوگوں کے ہجوم کے باوجود نہ تو وہاں مار پیٹ تھی' نہ ہانکنا پکارنا' نہ ہٹو بچو کی صدائیں۔ حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ آپؐ کے ہمراہ تھے۔

منٰی میں خطبہ

آپؐ یہاں سے فارغ ہوکر منیٰ کے میدان میں تشریف لائے۔ داہنے بائیں' آگے پیچھے' ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا مجمع تھا۔ مہاجرین قبلہ کی داہنی جانب تھے' انصار بائیں جانب' اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں۔ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے' سرخ چادر جسم مبارک پر تھی' حضرت بلالؓ

کے ہاتھ میں مہار تھی، حضرت اسامہ بن زیدؓ پیچھے پیچھے کپڑا تان کر سایہ کیے ہوئے تھے۔

آپؐ نے نظر اٹھاکر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو فرائض نبوت کے ۲۳ سالہ نتائج نگاہوں کے سامنے تھے۔ زمین سے آسمان تک قبول و اعتراف حق کا نور چمک رہا تھا' تقدیر الٰہی کے مطابق انبیائے سابقینؑ کے فرائض تبلیغ کے کارناموں پر ختم رسالت کی مہر ثبت ہو رہی تھی' اور دنیا اپنی تخلیق کے لاکھوں برس کے بعد دین فطرت کی تکمیل کی خوش خبری کائنات کے ذرہ ذرہ کی زبان سے سن رہی تھی۔

اب ایک نئی شریعت' ایک نئے نظام اور ایک نئے عالم کا آغاز تھا۔ اس بنا پر رسول اللہؐ نے پھر ایک عظیم خطبہ دیا۔ حضرت علیؓ آپؐ کی بات دہراتے جاتے تھے کیونکہ مجمع بہت بڑا تھا۔ وہ 'مکبّر' کا کام کر رہے تھے' مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی سماعت اتنی تیز کردی کہ وہ اپنے اپنے مقام پر آپؐ کی بات سن رہے تھے۔

ارشاد فرمایا:

ابتدا میں جب خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا' زمانہ پھر پھرا کے آج پھر اسی نقطہ پر آگیا

ابراہیم خلیلؑ کے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں کسی قسم کی خونریزی جائز نہیں تھی' اس لیے عرب کے لوگ جنگ کرنے کے لیے اس کو کبھی گھٹا کبھی بڑھا دیتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق کیلنڈر کو اپنے مقام پر رکھنے کے لیے ہر تین سال میں ایک ماہ کا اضافہ کردیتے تھے۔ آج وہ دن آیا کہ اس اجتماع عظیم میں شہر حرم (حرام مہینوں) کا تعین کردیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا:

سال کے بارہ مہینے ہیں' جن میں چار مہینے حرام ہیں۔ تین تو متواتر

مہینے ہیں ذوالقعد، ذوالحجہ، اور محرم، اور چوتھا رجب المرجب کا مہینہ، جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

دنیا میں عدل و انصاف اور جور و ستم کا محور صرف تین چیزیں ہیں، جان، مال اور آبرو۔ حضورؐ عرفات کے خطبہ میں ان کے متعلق ارشاد فرما چکے تھے۔ لیکن اہلِ عرب میں صدیوں کے زنگ کو دور کرنے کے لیے مکرر تاکید کی ضرورت تھی۔ آج آپؐ نے اس کے لیے بڑا بلیغ انداز اختیار فرمایا۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا: "کچھ معلوم ہے، آج کون سا دن ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا کہ "خدا اور اس کے رسولؐ کو زیادہ علم ہے"۔

آپؐ دیر تک چپ رہے، لوگ سمجھے کہ شاید آپؐ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ دیر تک سکوت کے بعد فرمایا: "کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟"

لوگوں نے کہا "ہاں بے شک ہے"۔

پھر ارشاد ہوا "یہ کون سا مہینہ ہے؟"

لوگوں نے پھر اسی طریقے سے جواب دیا۔

آپؐ نے پھر دیر تک سکوت کیا، اور فرمایا "کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟"

لوگوں نے کہا "ہاں بے شک ہے"۔

پھر پوچھا: "یہ کون سا شہر ہے؟"۔

لوگوں نے بدستور جواب دیا۔

آپؐ نے اسی طرح دیر تک سکوت کے بعد فرمایا "کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں ہے؟"

لوگوں نے کہا "بے شک ہے"۔

جب سامعین کے دل میں یہ خیال پوری طرح جاگزیں ہو چکا کہ آج کا دن بھی، مہینہ بھی، اور خود شہر بھی حرام ہے، یعنی اس دن، اس مقام میں

جنگ اور خونریزی جائز نہیں، تب فرمایا:

تو تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو تاقیامت اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر۔

قوموں کی بربادی ہمیشہ آپس کے جنگ و جدال اور باہمی خوں ریزیوں کا نتیجہ رہی ہے۔ وہؐ جو ایک لازوال قومیت کے بانی بن کر آئے تھے، انہوںؐ نے بہ آواز بلند اعلان کیا:

ہاں، میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا، کافر نہ ہوجانا، کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بازپرس کرے گا۔

ظلم و ستم کا ایک عالم گیر پہلو یہ تھا کہ اگر خاندان میں کسی ایک شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوتا، تو اس خاندان کا ہر شخص اس جرم کا قانونی مجرم سمجھا جاتا تھا۔ اکثر اصلی مجرم کے روپوش یا فرار ہوجانے کی صورت میں، بادشاہ کا اس خاندان میں سے جس پر قابو چلتا تھا، اس کو سزا دیتا تھا۔ باپ کے جرم میں بیٹے کو سولی دی جاتی تھی، اور بیٹے کے جرم کا خمیازہ باپ کو اٹھانا پڑتا تھا۔ یہ سخت ظالمانہ قانون تھا، جو مدت سے دنیا میں حکمران تھا۔ اگرچہ قرآن مجید نے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کے وسیع قانون کی رو سے اس ظلم کی ہمیشہ کے لیے بیخ کنی کردی تھی، لیکن اس وقت جب دنیا کے آخری پیغمبرؐ ایک نیا نظام سیاست ترتیب دے رہے تھے اس اصول کو فراموش نہیں کرسکتے تھے، آپؐ نے فرمایا:

ہاں، مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہاں، باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں، اور بیٹے کے جرم کا جواب دہ باپ نہیں۔

عرب کی بدامنی اور نظام ملک کی بے ترتیبی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ ہر شخص اپنی خداوندی کا آپ مدعی تھا، اور دوسرے کی ماتحتی اور فرماں برداری

کو اپنے لیے ننگ اور عار جانتا تھا۔ ارشاد ہوا:

اگر کوئی حبشی نکٹا غلام بھی تمہارا امیر ہو، اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے کر چلے، اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔

ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اس وقت اسلام کے نور سے منور ہوچکا تھا، اور خانہ کعبہ ہمیشہ کے لیے ملت ابراہیم کا مرکز بن چکا تھا، اور فتنہ پردازانہ قوتیں پامال ہوچکی تھیں، اس بنا پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ہاں، شیطان اس بات سے مایوس ہوچکا، اب تمہارے اس شہر میں اس کی پرستش قیامت تک نہ کی جائے گی۔ البتہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کروگے، اور وہ اس پر خوش ہوگا۔

سب سے آخر میں آپؐ نے اسلام کے بنیادی فرائض یاد دلائے۔

صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچوں وقت کی نماز پڑھو، مہینہ کا روزہ رکھا کرو، اور میرے احکام کی اطاعت کرو، خدا کی جنت میں داخل ہوجاؤگے (احمد، مسلم)۔

آخر میں حضورؐ نے مجمع کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

کیوں، میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا؟

سب بول اٹھے "ہاں"۔

فرمایا "اے اللہ تو گواہ رہنا"۔

اس طرح آپؐ نے تین دفعہ لوگوں سے گواہی لی، اور اللہ کو گواہ بنایا۔ پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا:

جو لوگ اس وقت موجود ہیں، یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ تعلیمات ان تک پہنچا دیں جو آج موجود نہیں۔

خطبہ کے اختتام پر آپؐ نے پھر سارے مسلمانوں کو الوداع کہا۔

منیٰ میں آپؐ یہ بھی فرماتے رہے'

حج کے مسائل سیکھ لو' میں نہیں سمجھتا کہ اس حج کے بعد میرے ساتھ دوسرے حج کی نوبت آئے گی!

یہ بھی فرمایا "شاید میں اس سال کے بعد تمہیں نہ دیکھوں۔"

خطبہ کے بعد ہی سے لوگ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہوگئے اور مناسک حج کے بارے میں پوچھنا شروع کردیا۔ اس دن آپؐ سے جس نے بھی 'کسی بھی کام کے بارے میں' سوال کیا کہ میں نے وہ پہلے یا بعد میں کرلیا ہے' آپؐ نے یہی فرمایا کہ "کوئی حرج نہیں' کوئی بات نہیں"۔

ایک شخص آیا' اور کہا "میں نے قربانی کرنے سے پہلے سرمنڈالیا؟"۔ آپؐ نے فرمایا "اب قربانی کرلو' کوئی حرج نہیں"۔ دوسرا آیا' اور کہا "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلی؟"۔ فرمایا "اب کنکریاں مارلو' کوئی حرج نہیں"۔ پھر ایک اور آیا اور کہا "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف کرلیا ہے؟"۔ فرمایا "اب کنکریاں مارلو کوئی حرج نہیں"۔ ایک شخص نے پوچھا "میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماریں؟" فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ ایک اور شخص آیا' اور کہا "میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف کرلیا؟" فرمایا "اب سرمنڈالو' یا بال تراشوالو' کوئی حرج نہیں"۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رمی' قربانی' سر منڈانا' طواف' سعی' جس چیز کے بھی آگے پیچھے ہوجانے کے بارے میں آپؐ سے پوچھا جاتا' آپؐ یہی فرماتے : اب کرلو' کوئی گناہ نہیں۔ ہاں' جس نے کسی مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالا' اور ظلم کیا' اس پر گناہ ہے اور وہ ہلاک ہوا۔

اس کے بعد جس کو جہاں جگہ ملی' اس نے وہیں سامان اتار لیا اور قیام کیا۔

قربانی

کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے۔ جب آپؐ ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے تھے تو، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، میں نے قربانی کے جانوروں کی رسی اپنے ہاتھوں سے بٹی، اور ان کے گلوں میں ہار ڈالے۔ کچھ لوگوں نے موقع پر جانور خرید لیے۔

ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا، جو اپنے قربانی کے جانور کو ہنکائے لیے پیدل چلا جارہا تھا۔ آپؐ نے اس سے کہا "اس پر سوار ہوجا"۔ اس نے کہا "یہ قربانی کا جانور ہے!" آپؐ نے اسے پھر کہا "اس پر سوار ہوجا"۔ اس نے پھر تذبذب کا اظہار کیا "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا "اس پر سوار ہوجا، تجھ پر افسوس ہے"۔

منیٰ میں خطبہ دینے کے بعد حضورؐ منیٰ میں قربان گاہ تشریف لے گئے۔ آپؐ نے جو اونٹ ذوالحلیفہ سے روانہ کیے تھے، اور جو اونٹ حضرت علیؓ یمن سے لائے تھے، وہ سب ملاکر آپؐ کے ساتھ قربانی کے ۱۰۰ اونٹ تھے۔ ۶۳ اونٹ آپؐ نے ذبح کیے۔ ۳۰ تنہا اپنے دست مبارک سے اور ۳۳ حضرت علیؓ کی مدد سے (عمر مبارک بھی اس وقت ۶۳ برس تھی)۔ آپؐ کھڑے ہوکر اونٹ کی بائیں ٹانگ باندھ کر گلے میں نیزہ مار کر ذبح کررہے تھے۔ پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ باقی ماندہ جانوروں کو ذبح کردیں، جانوروں کا چمڑا اور گوشت مساکین میں تقسیم کردیں، اور قصابوں کو گوشت بنانے کا معاوضہ اس میں سے نہ دیں۔ آپؐ نے انہیں اپنی قربانی کے جانوروں میں شریک بھی کیا۔ ایک گائے حضرت عائشہؓ کی طرف سے اور ایک گائے باقی اپنی بیویوں کی طرف سے ذبح کی۔ دو مینڈھے بھی ذبح کرنا منقول ہے۔ پھر آپؐ نے ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا، چنانچہ انہیں

ایک ہانڈی میں ڈالا گیا' ان کا سالن پکایا گیا' آپؐ نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپؐ نے یہ اعلان بھی فرمایا "میں نے قربان گاہ میں قربانی کی ہے' مگر منیٰ تمام کا تمام قربان گاہ ہے' ہر گلی اور میدان میں قربانی ہو سکتی ہے۔ اپنے خیموں میں بھی قربانی کر سکتے ہو"۔ بلکہ قربانی کے لیے منیٰ کی کچھ تخصیص نہیں' مکہ بھی پورا قربان گاہ ہے' اور مکہ کے ہر میدان' ہر راستہ اور ہر گلی میں قربانی ہو سکتی ہے۔ یہ اعلان آپؐ نے اسی طرح امت کی سہولت کے لیے کیا' جس طرح آپؐ نے عرفہ میں وقوف کیا تو فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا' لیکن سارا عرفات جائے وقوف ہے۔" آپؐ نے مزدلفہ میں وقوف کیا تو فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا لیکن مزدلفہ سب کا سب جائے وقوف ہے"۔

نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا کہ کیا منیٰ میں آپؐ کے لیے کوئی خیمہ وغیرہ لگا دیا جائے' تاکہ گرمی سے حفاظت ہو سکے؟ آپؐ نے فرمایا "نہیں' جو آدمی جہاں پہلے پہنچ جائے وہی اس کے لیے جائے وقوف ہے"۔ گویا آپؐ نے منیٰ کو تمام مسلمانوں کے لیے مشترک' اور وہاں قیام کے حق میں سب کو مساوی قرار دیا۔ جو بھی کسی جگہ پہلے پہنچ جائے' وہی وہاں کا زیادہ حق دار ہے' البتہ وہ اس جگہ کا مالک نہیں بن سکتا۔

حلق (سرمنڈانا)

جب نبی کریمؐ قربانی سے فارغ ہو گئے تو حجام کو بلایا' حضرت معمر بن عبداللہ بن حنظلہ البدریؓ نے حجام کے فرائض انجام دیے۔ (خراش بن امیہ بن ربیہ الکلبیؓ کا نام بھی لیا گیا ہے)۔ وہ استرا لے کر آپؐ کے سر کے برابر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے ان کی طرف دیکھا' اور فرمایا "اللہ کے

رسولؐ نے تمہیں اپنی کنپٹیوں پر اختیار دے دیا ہے' حالانکہ تمہارے ہاتھ میں استرا ہے"۔ معمرؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم' اے اللہ کے رسولؐ' بے شک یہ مجھ پر اللہ کی نعمت ہے"۔ آپؐ نے فرمایا "ہاں' بے شک"۔

پھر آپؐ نے اپنی دائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا "لو' مونڈو"۔ جب وہ فارغ ہو گئے' تو آپؐ نے فرط محبت سے یہ بال خود اپنے دست مبارک سے ان لوگوں میں تقسیم کردیے جو آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر آپؐ نے حجام کو اشارہ کیا' تو انھوں نے بائیں جانب کے بال مونڈے۔ دریافت فرمایا "ابو طلحہؓ یہاں ہیں؟" چنانچہ موئے مبارک ان کو اور ان کی بیوی' ام سلیمؓ کو عطا کردیے۔ مسلم کی روایت کے مطابق' انسؓ بیان کرتے ہیں کہ دائیں جانب کے حلق کے بعد آپؐ نے ابو طلحہؓ انصاری کو بلایا' اور بال انہیں عنایت کردیے۔ پھر بائیں جانب کے حلق کے بعد' ابو طلحہؓ کو بال عطا کرکے فرمایا' انہیں لوگوں میں تقسیم کردو۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی عطا پہلے عام تھی' پھر ابو طلحہؓ کے لیے مخصوص کردی' اور عطا کرنے میں آپؐ کی عادت طیبہ یہی تھی۔ غالباً جب پہلے تقسیم عام کی تو ابو طلحہؓ نے لینے میں سبقت کی۔

محمد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے بتایا' وہ قربان گاہ میں نبی کریمؐ کے ہمراہ موجود تھے' جب آپؐ موئے مبارک تقسیم کر رہے تھے۔ قریش کے ایک آدمی کو کچھ نہ ملا' نہ اس کے ساتھی کو۔ نبی کریمؐ نے کپڑا سامنے رکھ کر سر کا حلق کرایا' اور اسے موئے مبارک عطا فرمائے۔ اس نے ان میں سے کچھ حصہ لوگوں میں تقسیم کردیا۔ پھر آپؐ نے ناخن ترشوائے اور اس آدمی کے ساتھی کو دے دیے۔ اس شخص نے بتایا کہ آپؐ کے بال ہمارے پاس مہندی اور کسم میں رنگے ہوئے موجود ہیں۔

صحابہؓ میں سے بعض لوگوں نے سرمنڈوایا (حلق کیا)' اور بعض نے بال

ترشوائے (قصر کیا)۔ حضورؐ نے فرمایا "اے اللہ، سرمنڈوانے والوں پر رحم فرما"۔ صحابہؓ نے عرض کیا "اور بال ترشوانے والے، یا رسول اللہ؟"۔ آپؐ نے پھر فرمایا "اے اللہ، سر منڈوانے والوں پر رحم فرما"۔ صحابہؓ نے پھر پوچھا "اور بال ترشوانے والے، یا رسول اللہؐ؟" آپؐ نے فرمایا "اور بال ترشوانے والوں پر بھی۔" ایک صحابیؓ نے آپؐ کو سرمنڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا کرتے سنا، اور ترشوانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

حلق سے فارغ ہو کر حضورؐ نے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی۔

طوافِ افاضہ

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد حضورؐ نماز ظہر سے قبل مکہ تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھوں سے آپؐ کے جسم مبارک میں خوشبو لگائی، جس میں مشک تھی۔ آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، تاکہ لوگ آپؐ کو دیکھ سکیں اور آپؐ سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کا سر خم دار تھا۔ جب آپؐ حجر اسود کی طرف آتے، اللہ اکبر کہتے، چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے یا اسے چھوتے، اور اسے بوسہ دیتے۔ حجر اسود کے استلام کے لیے نہ آپ نے کشمکش کی، نہ کسی کو ایذا دی، نہ اسے بوسہ دینے کی فضیلت بتائی۔

چاہِ زَم زَم پر

طواف سے فارغ ہو کر نبی کریمؐ زم زم کی سبیل پر آئے۔ آب زم زم پلانے کی ذمہ داری بنو عبدالمطلب میں سے آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے سپرد تھی۔ اسی غرض کے لیے انہوں نے حضورؐ سے ایّام تشریق میں مکہ قیام کرنے کی اجازت لے لی تھی۔ آپؐ نے پانی طلب فرمایا۔ حضرت عباسؓ نے

اپنے بیٹے فضلؓ سے کہا "فضلؓ، اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان کے پاس جو پانی ہے اس میں سے رسول اللہؐ کے لیے لے آؤ"۔ آپؐ نے فرمایا "مجھے اسی میں سے پلاؤ"۔ چنانچہ آپؐ نے پانی پیا۔

اس کے بعد آپؐ چاہ زم زم پر تشریف لائے اور دیکھا کہ عبدالمطلب کی اولاد پانی زم زم کھینچنے اور پلانے کا کام پورے شوق اور محبت سے کررہی ہے۔ فرمایا: "کام میں اس طرح لگے رہو، تم ایک نیک کام کررہے ہو"۔ پھر فرمایا: "اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے ہاتھ لگاتے ہی، اور مجھے ایسا کرتے دیکھ کر، تم پر لوگ ٹوٹ پڑیں گے، تو میں اونٹنی سے اترتا، اور (اپنے کندھے کی طرف اشارہ کرکے کہا) رسی کو اسی پر رکھتا، خود تمہارے ساتھ پانی کھینچتا، اور اپنے ہاتھ سے پانی کھینچ کر پیتا"۔

حضرت عباسؓ نے ڈول سے پانی نکال کر پیش کیا۔ آپؐ نے قبلہ رخ ہوکر کھڑے کھڑے پانی پیا۔

منٰی واپسی اور ایام تشریق

طواف افاضہ سے فارغ ہوکر آپؐ منیٰ واپس تشریف لے گئے اور نماز ظہر وہیں ادا کی، (اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ آپؐ نے نمار ظہر مکہ میں پڑھی یا منیٰ میں)۔

بقیہ ایام تشریق، یعنی ۱۳ ذی الحجہ تک، آپؐ منیٰ میں مقیم رہے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو آپؐ نے زوال آفتاب تک انتظار کیا۔ جب زوال آجاتا، تو آپ پیدل جمروں کی طرف چل پڑتے اور سوار نہ ہوتے۔

آپؐ پہلے جمرہ اولیٰ پر آئے، جو مسجد خیف سے متصل ہے۔ آپؐ نے اسے ایک ایک کرکے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری پر آپؐ اللہ اکبر کہتے۔ پھر آپؐ آگے بڑھ کر جمرہ کے سامنے آگئے، قبلہ کی طرف رخ کرلیا، اور ہاتھ

اٹھاکر بہت دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اس کے بعد جمرہ وسطیٰ پر آئے، اور اس پر بھی ویسے ہی کنکریاں ماریں۔ پھر وادی کے متصل بائیں طرف اترے، اور قبلہ رخ ہوکر اور ہاتھ اٹھاکر پہلے کی طرح طویل دعا مانگی۔ پھر آپؐ تیسرے جمرہ پر آئے جو جمرہ عقبہ کہلاتا ہے۔ آپؐ وادی کے درمیان جمرہ کے بالکل سامنے آگئے، اس طرح کعبہ آپؐ کے بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف تھا، اور پہلے کی طرح سات کنکریاں ماریں۔

جب آپؐ نے رمی مکمل کرلی تو واپس آگئے اور وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرے۔

اسی طرح آپؐ قیام منیٰ کے دوران رمی کرتے رہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپؐ نماز ظہر سے قبل رمی کرتے تھے، یا بعد میں۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ غالبًا آپؐ نے نماز سے قبل ہی رمی کی، پھر واپس آکر نماز ادا کی۔ ایام تشریق میں آپؐ نے ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو مزید خطبات بھی دیے۔

ایام تشریق کے دوران ہی نبی کریمؐ پر سورہ **اذا جاء نصراللہ والفتح** نازل ہوئی، اور یہ معلوم ہوگیا کہ اس حج کے بعد رخصتی ہے۔

آپؐ نے قیام منیٰ کے دنوں میں کمی نہیں کی، اور ایام تشریق میں رمی کے تین دن پورے کیے۔

مدینہ واپسی

منیٰ سے واپسی اور وداع

بدھ کے دن ۱۳ ذی الحجہ کو زوال کے بعد آپؐ منیٰ سے روانہ ہوگئے، اور وادی محصب پہنچے، جو خیف منیٰ کنانہ کے قریب ایک ریگستانی میدان

ہے۔ یہاں آپؐ نے دیکھا کہ حضرت ابو رافعؓ نے آپؐ کا خیمہ نصب کردیا ہے، اگرچہ آپؐ نے اس کا حکم نہ دیا تھا۔ آپؐ نے یہاں قیام کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نماز ظہر پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے، اور بعض کے مطابق آپؐ نے نماز ظہر محصب میں ادا کی۔ بعض کی رائے میں محصب میں قیام سنت ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہ سنت نہیں، حضورؐ صرف اس لیے اترے تھے کہ وہاں سے سامان اٹھاکر مدینہ واپسی میں آسانی ہو۔

آپؐ نے عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی وادی محصب میں ادا کیں، اور کچھ دیر کے لیے سوگئے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "آپؐ عمرہ کرکے جارہے ہیں، میرا عمرہ (ایام کی وجہ سے) نہیں ہوا"۔ آپؐ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے کہا کہ وہ انہیں تنعیم لے جائیں۔ حضرت عائشہؓ نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا، مکہ واپس آئیں اور ایام کی وجہ سے فوت شدہ اپنا عمرہ پورا کیا۔ رسول اللہؐ ان کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ ان کی واپسی کے بعد آپؐ نے لوگوں کو روانگی کا حکم دیا۔

وادی محصب سے آپؐ بیت اللہ تشریف لائے، اور سحر سے قبل طواف وداع کیا۔ آپؐ نے نماز فجر حرم شریف میں ادا کی، اور سورہ الطور کی تلاوت کی۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نماز فجر سے قبل ہی وادی محصب واپس آگئے، سامان لیا، اور مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوگئے۔

مدینہ واپسی

روحا کے مقام پر پہنچے تو ایک قافلہ ملا۔ آپؐ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" کہا "ہم مسلمان ہیں"۔ قافلہ والوں نے پوچھا "آپ کون ہیں" فرمایا "میں اللہ کا رسولؐ ہوں"۔ ایک عورت پنگھوڑے سے اپنے بچے کو اٹھا لائی اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ کیا اس کا بھی حج ہوسکتا ہے؟" آپؐ

نے فرمایا "ہاں، اور اجر تجھے ملے گا"۔

جب آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے تو رات یہاں گزاری۔ صبح کے وقت ایک طرف سے آفتاب نکلا، اور دوسری طرف سے قافلہ نبویؐ مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ مدینہ پر آپؐ کی نظر پڑی تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا، اور یہ الفاظ فرمائے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

حوالہ جات

۱۔ یہ تحریر ابن قیمؒ کی **زادالمعاد**، شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی **سیرت النبی** جلد دوم، بخاری مسلم، ترمذی، مولانا زکریا کاندھلوی کی **حجتہ الوداع**، ابو جعفر طبری کی **القری لقاصد ام القری** اور حدیث و سیر کی دیگر کتابوں کی مدد سے مرتب کی گئی ہے۔

۲۔ عرفات اور منیٰ کے خطبات کے تمام جملے حضورؐ کے مختلف خطبات کے ٹکڑے ہیں۔ یہ جملے کسی حدیث میں یکجا بیان نہیں ہوئے ہیں، اس لیے ان کو مختلف ماخذوں سے جمع کیا گیا ہے۔ **صحیح بخاری و صحیح مسلم**، باب حجتہ النبیؐ و باب الدیات اور **ابو داؤد** (باب الاشہرالحرام و حجتہ النبیؐ) وغیرہ میں یہ خطبہ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو امامہؓ باہلی، حضرت جابرؓ حضرت ابوبکرؓ وغیرہ صحابہ کی روایتوں سے مذکور ہے۔ ان روایتوں میں بعض باتیں مشترک ہیں مثلاً **ان دمائکم و اموالکم حرام علیکم کحرمتہ الخ** اور بعض باتیں الگ ہیں۔ مغازی و سیر کی کتابوں میں اور باتیں بھی مذکور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک خطبہ نہ تھا بلکہ کئی خطبے تھے اور طویل خطبے تھے۔ ہر شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا، اس

کی اس نے روایت کی۔ بعض ضمنی الفاظ چھوڑ دیے گئے ہیں۔ روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے، حضرت جابرؓ اپنی روایت میں، اور ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ، اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابن عباسؓ دوسری روایتوں میں یوم نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ بتاتے ہیں۔ بعض روایتیں ایام تشریق کے خطبہ کی ہیں۔ ابن اسحاق نے اس کو مسلسل خطبہ کے طور پر نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ، **ترمذی اور مسند احمد** میں خطبہ حجتہ الوداع کے چند فقرے منقول ہیں۔ جن میں یہ تصریح نہیں کہ کس تاریخ کے خطبہ میں آپؐ نے یہ فرمایا۔ بہرحال صحاح ستہ میں مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ لگتا ہے کہ آپؐ نے اس حج میں ۷ ذی الحجہ کو مسجد الحرام کے خطبے کے علاوہ تین دفعہ خطبہ دیا: ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو، ۱۰ ذی الحجہ یوم نحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام تشریق میں ۱۱ یا ۱۲ ذی الحجہ کو۔ ان خطبوں میں اصولی طور پر بعض باتیں مشترک ہیں اور بعض باتیں مختلف ہیں۔ یہ بہت ممکن ہے، جیساکہ بعض محدثین نے تصریح کی ہے، کہ چونکہ مجمع بہت بڑا تھا، اور آپؐ جو پیغام اپنی امت کو پہنچانا چاہتے تھے، وہ نہایت اہم تھا، اس لیے آپؐ نے اپنی تقریر میں بعض بعض فقرے مکرر اعادہ فرمائے ہیں۔ (شبلی نعمانی / سلیمان ندوی)

طواف کی دُعا

خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لیئے جب حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، پھر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: "اے اللہ! تجھ پر ایمان لاکر، تیری کتاب کی تصدیق کرکے، اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں (یہ استلام اور طواف کر رہا ہوں)۔"

اور طواف شروع کردے، طواف کرتے ہوئے آہستہ آہستہ یہ دُعا پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ترجمہ: "اللہ پاک و برتر ہے، تمام حمد و شکر اسی کیلئے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں جو نیکی کرا سکے اور کوئی طاقت نہیں جو بُرائی سے روک سکے۔"

اور جب رُکنِ یمانی پر پہنچے تو رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دُعا پڑھے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔"

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاخْلُفْ عَلٰی كُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ بِخَیْرٍ۔

ترجمہ: "اے اللہ! تو مجھے قناعت دے اسی پر جو کچھ تو نے مجھے عطا کر رکھا ہے، اور اسی میں میرے لئے برکت عطا فرما، اور ہر غائب چیز میں تو خیر اور بھلائی کے ساتھ نگراں بن جا۔"

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسکا کوئی شریک نہیں، اقتدار اسی کا حق ہے، تعریف کا وہی مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

بات پہنچانا

کام ہے........ اصل کام!

سنت رسولؐ ہے

آپؐ نے بھی بات پہنچائی

[اسی لئے آج ہم مسلمان ہیں]

منشورات کے کتابچے

اچھی باتیں ہیں

بات پہنچانے کے مواقع .... شمار کیجئے

مسجد میں نمازی — جلسے میں لوگ — بازار میں دکان دار

گاڑی میں مسافر — اسکول، کالج، مدرسے میں طلبہ وطالبات

ہسپتال میں مریض — جیل میں قیدی...........

ہر جگہ اللہ کے بندے اللہ کے پیغام کے منتظر!

ان مواقع سے فائدہ اٹھایئے

ہمارے کتابچے منگوایئے، تقسیم کیجئے

موقع کے لئے مناسب، موثر، خوب صورت اور سستے

تفصیلات کے لئے لکھیں۔

منشورات
منصورہ، ملتان روڈ لاہور۔ 54570
فون: 542 5356 فیکس: 042-543 2194

سب سے زیادہ شائع ہونے والا مقبول دینی رسالہ

ماہنامہ

ترجمان القرآن

مدیر: **پروفیسر خورشید احمد**

- دور حاضر میں قرآن کے پیغام کو سمجھنے کا ذریعہ ہے۔
- اس کا مطالعہ ایمان و حکمت سے مالا مال کرتا ہے
- معیشت، سیاست اور معاشرت میں اسلام کی راہ عمل بتاتا ہے
- **اسلام اور مغرب کی کش مکش کے مراحل پیش کرتا ہے**
- ذاتی تربیت اور اخلاق کے تزکیے کے لیے رہنمائی دیتا ہے
- سیاست عالم، مسلم دنیا اور پاکستان پر گراں قدر مقالات کا مجموعہ ہے
- دور حاضر میں اسلامی زندگی کی تشکیل کے لیے راہ نما ہے
- **اسلام کے خلاف دشمنوں کی سازشوں سے آگاہ کرتا ہے**
- **معاشی بدحالی اور اخلاقی بگاڑ سے نجات کا راستہ دکھاتا ہے**

❋ قومی و ملی مسائل سے آگاہی کے لیے اس کا مطالعہ کیجیے

❋ اپنے ذہنی و علمی افق کو وسیع کرنے کے لیے اس کا مطالعہ کیجیے

خود بھی پڑھیے، دوسروں کو بھی پڑھائیے

ایک بار لیجیے، ہر ماہ لیجیے

فی شمارہ [illegible] روپے	زر سالانہ [illegible] روپے

مینیجر ترجمان القرآن 5-اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور- 54600
فون: 7587916 فیکس: 7585590
E-mail: tarjuman@pol.com.pk
Website: www.tarjumanulquran.com

قابل مبارک باد ھیں جو خوش نصیب حج بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں

ان کے لیے اور جو تمنا رکھتے ہیں........ اور تمنا کون نہیں رکھتا

سب کے لیے

تحفہ حج

5 کتابچوں کا سیٹ
ھدیہ صرف 40 روپے

مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور خرم مرادؒ کی
دل نشیں تحریریں خوبصورت، دیدہ زیب لفافے میں

- خطباتِ حرم
- حج کی تیاری
- حج کا پیغام
- حج کی دعائیں
- حاجی کے نام

الگ الگ کتابچے ان قیمتوں پر دستیاب ہیں

خرم مراد کے قلم سے

آپؐ کے ہمراہ، حجِ وداع کی داستان ۱۷ روپے ▪ حاجی کے نام ۱۰ روپے

حج کا پیغام ۶ روپے ▪ نالۂ نیم شب (کتابچہ) ۶ روپے، (جیبی) ۶ روپے

حج اور قربانی ۶ روپے

دیگر اہلِ قلم سے

خطباتِ حرم	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	۱۵ روپے
حج کی تیاری	مسلم سجاد	۳ روپے
حج کی دعائیں	مرتبہ: سلمان احمد خان	۵ روپے
حج تیاری سے واپس تک	خلیل احمد حامدی	۱۷ روپے

مزید تفصیلات کے لیے ہماری فہرست طلب کریں۔ نقد یا ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ ۵۴۷۹۰ فون: 543 4909 - 542 5356 فیکس: 543 4907

کراچی: ڈیسنٹ بک پوائنٹ، A/57، بلاک 5، گلشن اقبال۔ فون: 021-4967661

ای میل: manshurat@hotmail.com